زینب

لجنہ اماءاللہ ناروے

جنوری، فروری، مارچ 2014ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زینب

سہ ماہی

جنوری،فروری اور مارچ 2014ء

فہرست مضامین

اداریہ	2
القران الکریم	3
حدیث	4
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ یکم فروری ۲۰۱۳ء	5
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا	6
حضرت محمدﷺ کی محبت الٰہی	8
نظم	10
آنحضورﷺ کا عشقِ قرآن	11
حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسولﷺ	15
حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت النبیﷺ کے جلسوں کی حکمت	18
عشقِ محمدﷺ اور ہمارا کردار خلیفۃ المسیح الخامس کی نظر میں	21
انٹرویو محترم سیّد کمال یوسف صاحب	24
واقفاتِ نو کلاس	29
علمی ریلی ناصرات	31
پکوان	32
صحت کارنر	33
یادِ رفتگان	34
دعائیہ اعلانات	36
ناصرات کا صفحہ (بچوں کی دنیا)	37

☆☆☆☆☆☆☆

مجلس ادارت

سرپرستِ اعلیٰ — مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب
امیر جماعت احمدیہ ناروے

زیرِ نگرانی — مکرمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ
صدر لجنہ اماء اللہ ناروے

مدیرہ حصہ اردو، کتابت — محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

مدیرہ حصہ نارویجن — محترمہ مہرین شاہد صاحبہ

تقسیم واشاعت — محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

پرنٹنگ — محترمہ بلقیس اختر صاحبہ

شائع کردہ — شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Søren bullsveien 1

1051 OslO

Tlf: +47 22322746

FAX: +47 2232o211

اداریہ

بَعد اَزُ خُدا بزُرگ تُوئی قِصّہ مُختَصِر

زینب کے اس شمارے میں آنحضرت ﷺ کی سیرت مقدّسہ پر بعض مضامین قارئین کے اَزدیادِ علم کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ مقدّسہ کا بیان ایک ایسا وسیع مضمون ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ وُجود وجہِ تخلیقِ کائنات تھا۔ تمام انبیاء نے اُس کے آنے کی خبر دی تھی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اِس مقدّس وجود کے لئے دعائیں کیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتایا کہ وہ فاران کی پہاڑیوں سے جلوہ گر ہوگا۔ آپ ﷺ کا بابرکت نام پہلے ہی سے اَنبیاء کے ذریعہ سے بتا دیا گیا تھا۔ کہ وہ **"محمدیمٌ"** ہوگا۔ جس کا ترجمہ ہے **"سراپا عشق انگیز"** یعنی اُس کی بے شمار مدح اور ستائش کی جائے گی۔ ایک اور نبی نے اَبدی سلامتی کے شہزادے کی نوید سُنائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے **"اَحمد رسول"** کی بشارت دی۔

ایک انگریز مُصنف مائیکل ہارٹ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں اُس نے روئے زمین پر پیدا ہونے والے تاریخی اور مُؤثر انسانوں میں **محمد مصطفیٰ** ﷺ کو دنیا کی سب سے اعلیٰ ہستی قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے "کہ دُنیا کی مُؤثر ترین شخصیات کی فہرست میں محمد ﷺ کا اوّل درجہ پر اِنتخاب کرنے کی وجہ سے کچھ لوگ حیران ہونگے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ تاریخ اِنسانی میں آپ ﷺ وہ واحد شخصیت تھے جو مذہبی اور دُنیوی سطحوں پر، ہر لحاظ سے کامیاب رہے۔"

ایک روسی محقق کانٹ ٹالسٹائی اپنی کتاب "برین آف اسلام" میں لکھتا ہے کہ محمد ﷺ ایک اولوالعزم اور مقدّس ریفارمر تھے، وہ دُنیا میں مصلحِ اعظم بن کر آئے۔ بِلا شبہ وہ سچّے پیغمبر، بغائت متواضع، خلیق اور صاحبِ بصیرت اِنسان تھے۔

ڈاکٹر گُستاوِل آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت کے متعلق یوں گویا ہوتا ہے۔ "محمد ﷺ نے اپنے لوگوں کے لئے ایک روشن نمونہ قائم کیا۔ آپ ﷺ کے اَخلاق پاک اور بے عیب ہیں۔ آپ کی سادگی، آپ کی اِنسانی ہمدردی، آپ کا مصائب میں استقلال، آپ کا طاقت میں فروتنی اِختیار کرنا، آپ کی مضبوطی، آپ کی کفائت شعاری، آپ کا درگزر، آپ کی متانت، آپ کا قوت کے وقت عاجزی کا اظہار، آپ کی حیوانوں کے لئے رحم دلی، آپ کی بچوں سے مَحبّت، آپ کا عدل و اِنصاف پر غیر متزلزل ہو کر قائم رہنا، کیا دُنیا کی تاریخ میں کوئی اور مثال ہے۔ جہاں اِسقدر اعلیٰ اخلاق ایک ہی ذات میں جمع ہوئے ہیں۔"

ہمارے پیارے آقا کے اعلیٰ اخلاق کی نہ صرف اَپنوں نے بلکہ غیروں اور دُشمنوں نے بھی گواہی دی۔ یہاں تک کہ خُود خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا!

وَ اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیمٍ۔ (سورۃ القلم آیت نمبر ۵)

آپ ﷺ کی لائی ہوئی عالیشان تعلیم کے نتیجہ میں ظُلمتوں کے پردے نُور سے چاک ہوگئے۔ آج دُنیا کا اَمن محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن سے وابستہ ہے۔ جنگوں اور بداَمنی کا خاتمہ صرف آپ ﷺ ہی کے اِرشادات اور راہنمائی کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نُور نارِ بُولَہبی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گُل کر دے۔ یہ دُنیا ایک حقیقی جنّت کا نمونہ بن جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ وقت جلد آئے گا جب دُنیا اِس اِنقلاب کو مشاہدہ کرے گی۔

اَمامُ الزّماں حضرت مسیح موعود و مہدیٔ مسعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قریب ہے کہ سب مِلّتیں ہلاک ہونگی اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے۔ مگر اِسلام کا حربہ۔۔۔ کہ نہ وہ ٹوٹے گا اور نہ کُند ہوگا جب تک دجالیّت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خُدا کی سچّی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی، اپنے اندر محسوس کرینگے۔ مُلکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفّارہ باقی رہے گا۔ اور نہ کوئی مصنوعی خُدا۔۔۔ اور خُدا کا ایک ہی ہاتھ کُفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مُستعد رُوحوں کو روشنی عطا کرنے سے، اور پاک دِلوں پر ایک نُور اُتارنے سے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۰۴)

یَا رَبِّ صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّکَ دَائِمًا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

القرآن کریم　سورۃ القلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾	اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔
نٓ وَ الۡقَلَمِ وَ مَا یَسۡطُرُوۡنَ ۙ﴿۲﴾	ن۔قسم ہے قلم کی اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں۔
مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ﴿۳﴾	تو اپنے ربّ کی نعمت کے طفیل مجنون نہیں ہے۔
وَ اِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۚ﴿۴﴾	اور یقیناً تیرے لیے ایک لامتناہی اجر ہے۔
وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿۵﴾	اور یقیناً تو بہت بڑے خلق پر فائز ہے۔
فَسَتُبۡصِرُ وَ یُبۡصِرُوۡنَ ۙ﴿۶﴾	پس تو دیکھ لے گا اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔
بِاَىيِّكُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ ﴿۷﴾	کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔

ترجمہ:۔حضرت مرزا طاہر احمدؒ کے بیان فرمودہ ترجمے سے لیا گیا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور اللہ تعالیٰ نے جو شریعت دے کر مجھے مبعوث کیا ہے، اِس کی مثال اس انسان کی طرح ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا: اے میری قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک بہت بڑا لشکر دیکھا ہے۔ میں کُھلے انداز میں تم کو متنبہ کر رہا ہوں کہ اپنا بچاؤ کرلو ورنہ برباد ہو جاؤ گے۔ اس پر کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور رات کے پہلے حصہ میں ہی نکل گئے۔ اور اس فرصت سے فائدہ اٹھایا اور اس علاقے سے نکل کر محفوظ جگہ میں چلے گئے۔ قوم کے دوسرے لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور صبح تک وہیں رہے اور دشمن کے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو تباہ برباد کر دیا۔ یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے میری بات مانی اور اطاعت کی اور جو شریعت مَیں لایا ہوں اس کی پیروی کی اور ان لوگوں کی ہے جنہوں نے میری نافرمانی کی اور جو میں حق لایا ہوں اس کی تکذیب کی اور اس وجہ سے برباد ہو گئے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۵۶،۵۵ حدیث نمبر ۶۴)

کلام الامام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اب ایک ضروری سوال یہ ہے کہ امام الزمان کس کو کہتے ہیں اور اس کی علامات کیا ہیں اور اس کو دوسرے ملہموں اور خواب بینوں اور اہلِ کشف پر ترجیح کیا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولّی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہاں کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے۔ وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے۔ اس لئے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔ وہ روحانی طور پر **محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فوجوں کا سپہ سالار** ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور وہ تمام علوم جو اعتراضات کے اُٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ضروری ہیں اس کو عطا کئے جاتے ہیں۔'' (ضرورت الامام۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۳ صفحہ ۴۷۶، ۴۷۷)

آنحضرت ﷺ کی عظیم شان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپ ﷺ سے عشق پر مشتمل ایمان افروز تحریرات

حضرت محمد ﷺ مخلوق میں بہترین، معززین میں برگزیدہ اور سرداروں میں منتخب وجود ہیں

سب نبیوں سے افضل وہ نبی ﷺ ہے جو دنیا کا مربی اعظم ہے جس کے ہاتھ سے فسادِ اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم فروری 2013ء کو بیت الفتوح موڈرن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا گیا۔ حضورِ انور نے اس خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پیش فرمائیں جن میں آنحضرت ﷺ کی شان، بلند مقام و مرتبہ اور حضرت مسیح موعود علیہا السلام کا اپنے آقا و مطاع سے عشق و محبت اور غیرت کا اظہار اور اس کے نمونے ملتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی سب نبیوں پر فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ﷺ ہے جو دنیا کا مربی اعظم ہے جس کے ہاتھ سے فسادِ اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا، جس نے توحید کو پھر زمین پر قائم کیا اور سچا سامان نجات کا عطا فرمایا۔ جو نبی سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ حضرت خاتم الانبیا ﷺ تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں مین متفرق پائے جاتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کامل کو دیا گیا وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ، سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے بعض اقتداری معجزات کے ضمن میں بدر کی آندھی اور معجزہ شق القمر کا ذکر فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالے میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی میں داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں، پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات سخت مجروح روحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ ایسے ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہزاروں درود اور سلام اور برکتیں اور رحمتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کا شرف محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ ہزاروں درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل و اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلاء سے چھڑایا اور جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا ایک مومن کے لئے لازمی امر ہے جس کے بغیر محبت کے معیار پورے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کوئی دعا قبولیت کا درجہ حاصل کر سکتی ہے جس میں درود شامل نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ درود شریف اس غرض سے پڑھنا چاہیے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم ﷺ پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کے لئے چشمہ برکتوں کا بنا دے اور اس کی بزرگی اور شان و شوکت اس عالم اور اس عالم میں ظاہر کرے۔ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس کے فیض میں حرکت پیدا ہو۔ حضورِ انور نے درود شریف کے پڑھنے کے طریق، اس کی اہمیت و برکات پر مشتمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پیش فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند عربی اشعار بیان فرمائے۔ جن میں آپؑ فرماتے ہیں کہ بے شک محمد ﷺ مخلوق میں سے بہترین ہیں اور معززین میں سے برگزیدہ اور سرداروں میں سے منتخب وجود ہیں۔ بے شک محمد ﷺ خدا کے نائب کے طور پر ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلے سے دربار شاہی میں رسائی ہو سکتی ہے حضور انور ایدہ اللہ نے درود شریف پڑھنے اور آنحضرت ﷺ کے ماننے والوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ حضور انور نے آخر پر مکرم احسان اللہ صاحب کراچی مقیم یو کے کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ حاضر اور فلسطین کے ایک مخلص احمدی کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ (روزنامہ الفضل 6 فروری ۲۰۱۳ء)

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

لبنیٰ کریم کریسچن ساند

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ (سورۃ الانبیا آیت 108)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جب سے دنیا قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ رہی ہے کہ جب بھی نسل انسانی کو ضرورت پڑی اس کی اصلاح کے لیے اپنے برگزیدہ انبیاء بھیجتا رہا ہے۔ گذشتہ تمام انبیاء خاص زمانوں اور خاص قوموں کے لیے مبعوث ہوتے رہے۔ مگر ہمارے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کے لیے قیامت تک کے لیے راہنما بنا کر بھیجا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔

ترجمہ: اے رسول تو لوگوں سے کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (سورۃ الاعراف 159 آیت)

چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے جو ضابطہ حیات بنی نوع انسان کے لیے دائمی طور پر پیش کیا آپ کی زندگی اس کا عملی نمونہ ہے۔ کوئی ادنیٰ غلام ہو یا بڑے سے بڑا بادشاہ ہر سطح اور ہر رنگ و نسل کے انسان کے لیے آپ کی زندگی مکمل راہ نمائی اور ہدایت کا کام دیتی ہے۔

وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے

ہمارے پیارے آقا وہ پہلے مرد تھے جنہوں نے عورت کو اس کا حق دلوایا۔ لڑکیوں کا زندہ درگور کرنے کا ظالمانہ رواج ختم کیا۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے زمانہ جاہلیت میں اپنی بیٹی کو گڑھے میں زندہ گاڑ دینے کا دردناک واقعہ سنایا۔ رسولِ کریم ﷺ نے یہ واقعہ سنا تو بے اختیار آبدیدہ ہو گئے۔ رسولِ کریم ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ جس کے گھر بیٹی ہو وہ اسے نہ زندہ درگور کرے نہ اسے ذلیل کرے اور نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔

(کتاب اسوہ انسان کامل صفحہ 627)

آنحضرت ﷺ جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمت اللعالمین بنایا ہے۔ اس مظلوم طبقہ کے لیے محسن اعظم بن کر آئے اور آپ نے خواتین سے حسنِ سلوک کا اپنا اعلیٰ اور پرحکمت اسوہ حسنہ پیش فرمایا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور میں تم سب سے اچھا اور بہترین سلوک کرنے والا ہوں۔ (چالیس جواہر پارے صفحہ ۶۰)

بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کو اسلام میں بہت نمایاں درجہ حاصل ہے کہ تم میں سے خدا کی نظر میں بہتر انسان وہی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہے۔ اس فرمان کے ساتھ آپ ﷺ نے مسلمان عورتوں کے ازدواجی حقوق کو بہت اعلیٰ معیار پر قائم کر دیا۔ حدیث میں آتا ہے۔ مَن لَا یَرحَم لَا یُرحَم ۔ ترجمہ: جو دوسرں پر رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (الفضل سیرت النبی ﷺ 1983ص 71)

حضرت حسنؓ وحسینؓ سے آپﷺ کو بے حد پیار تھا ایک بدو سردار آیا اس نے جب یہ نظارہ دیکھا تو کہا یا رسول اللہ آپ بچوں کو پیار کررہے ہیں؟ میرے تو دس بچے ہیں، لیکن میں ایک کا بھی منہ نہیں چومتا۔ آپﷺ نے فرمایا اگر اللہ تمہارے دل سے محبت چھین لےتو میں کیا کرسکتا ہوں۔ جسطرح پیارے آقا اپنے نواسوں سے رحم وشفقت کا سلوک فرماتے اسی طرح آپ یتیموں اور غلاموں سے حسنِ سلوک سے پیش آتے۔ ہمارے پیارے آقا جوخود بھی یتیم تھے فرمایا "کہ میں اور یتیم کی پرورش اورحفاظت کرنے والا مسلمان جنت میں دونوں اس طرح ساتھ ساتھ ہونگے جس طرح میری دو انگلیاں اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیاں اٹھا کر باہم پیوست کر دیں۔" (چالیس جواہر پارے صفحہ 65)

حضور اکرمﷺ غلاموں اور خادموں سے ایسا اعلیٰ اور نیک سلوک فرماتے اور ایسی شفقت اور محبت سے پیش آتے کہ جس کی مثال دنیا کا کوئی لیڈر یا مذہبی پیشوا یا کوئی بادشاہ پیش نہیں کر سکتا۔ حضورﷺ اپنے خادم کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ سفر میں سواری پر بٹھاتے۔ اس کی ہر ذاتی ضرورت پوری کرتے اور کام میں مدد فرماتے اور غلاموں سے اتنی محبت سے پیش آتے کہ ان کو ماں باپ کا پیار دیتے۔ حضرت زیدؓ بہت چھوٹی عمر میں آپﷺ کے پاس آئے تھے لیکن آپ کے محبت بھرے سلوک اور بے پناہ شفقت کی وجہ سے اپنے ماں باپ کو بھول گئے۔

نبی کریمﷺ کی محبت اور رحمت سے جہاں انسان فیضیاب ہوئے، ان کے ساتھ ساتھ جانور بھی آپ کی شفقت ورحمت سے محروم نہ تھے۔ شداد بن اوسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریمﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان فرض کیا ہے (یعنی ہر ذی روح پر احسان کرنا لازم ہے۔) پس جب تم کسی کو بطور قصاص کے قتل کرو تو قتل میں بھی احسان کا پہلو اختیار کرو اور جب تم کوئی جانور ذبح کرو تو احسان کا دامن نہ چھوڑو۔ (ذبح کرنے میں احسان یہ ہے کہ) کہ چھری تیز کرلو اور ذبح ہونے والے جانور کو اس کے ذریعے آرام پہنچاؤ۔ یعنی کند چھری کی وجہ سے جانور کی جان دیر سے نکلے گی اور اسے تکلیف ہوگی اس سے بچو۔ (اسوہ انسان کامل صفحہ 637)

الغرض رسولِ کریمﷺ کی بیعت میں ہر طبقہ کا بندہ داخل ہوا۔ حضرت سلمان فارسیؓ پھرتے پھراتے آپ تک پہنچے اور آپ کی رحمت سے مستفیض ہوئے۔ حبشی غلام بلال یہودیوں میں سے عبداللہ بن سلامؓ جیسے لوگ، اور نیز حضرت ماریہ قبطیہؓ کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ یہ سب مختلف قوموں اور مذہبوں سے تعلق رکھتے تھے۔ جس نے آپ کی بیعت نہیں بھی کی وہ بھی آپﷺ کی رحمت سے محروم نہ ہوا۔ مکہ کے کفار آپ سے جنگ کرنے کے بعد بھی قحط کی وجہ سے مجبور ہو کر آپﷺ ہی کے پاس دعا کی درخواست لے کر آئے اور آپﷺ نے دعا فرمائی۔

بڑوں کی عزت، والدین کی خدمت اور بچوں سے شفقت کا بھی آپﷺ نے حکم دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ والدین کی خدمت کرو جیسی انہوں نے تمہاری کی جب تم چھوٹے تھے۔ آپﷺ نے فرمایا: ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے۔ غرض ہر کسی کے لئے آپﷺ رحمت تھے۔

ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ رسول کریمﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور ان کے لئے دعا بھی کریں نیز دوسروں کو بھی تعلیم دیں کہ حضرت محمدﷺ کس طرح سے رحمت للعالمین تھے۔

= = = = = = = = =

حضرت محمد ﷺ کی محبتِ الٰہی

صدیقہ وسیم فرید کستاد

عَشِقَ مُحَمَّدُ رَبَّہٗ، محمد تو اپنے رب کا عاشق ہے۔

یہ جملہ آپ کے کسی پیار کرنے والے کا نہیں ہے بلکہ آپ کے شدید دشمنوں کا ہے جو اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبت خدا سے تھی۔ خدا سے محبت کا جو طریق آپ نے اختیار کیا وہ سب سے نرالا ہے۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی خدا کے لئے تھی آپ ﷺ کا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا غرض ہر حرکت اور سکون میں خدا ہی بولتا تھا۔ آپ ﷺ ہر وقت خدا کا ذکر کرتے تھے آپ ﷺ کی زبان ہر وقت ذکر الٰہی سے تر رہتی تھی خلوت ہو یا جلوت، آسائش ہو یا تنگی ہر حالت میں خدا ہی کو پکارتے تھے۔ خدا کا یہ پیغمبر ہر آن خدا کی یاد میں محو رہتا تھا۔ اسے ہر انقلاب میں، رات دن کی تبدیلی میں، سورج اور چاند کے گرہن میں، بہار اور خزاں کی آمد میں غرض ہر تبدیلی میں خدا کی تقدیر ہی نظر آتی تھی آپ ﷺ دعوی نبوت سے قبل جوانی میں ہی گھر سے باہر ایک غار میں کئی کئی دن خدا کی عبادت کرتے تھے۔ اگر آپ بیوی بچوں کو کھلاتے تھے تو صرف اس لئے کہ یہ میرے خدا کا حکم ہے۔

مکہ میں ایک بار کفار قریش اکٹھے ہو کر ابو طالب کے پاس آئے اور کہا اپنے بھتیجے کو آپ منع کریں وہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے اب ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے یا آپ ایک طرف ہو جائیں ہم اس سے خود ہی نمٹ لیں گے۔ چنانچہ ابو طالب نے آپ کو بلایا اور کہا میرے بھتیجے! آج تیری قوم آئی تھی اور اس نے یہ کہا تھا اب مجھ میں ان کے مقابلہ کی ہمت نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر اسے کسی عورت کی خواہش ہے تو ہم عرب کی حسین ترین عورت اس کے عقد میں دینے کے لئے تیار ہیں اگر وہ عرب کی ریاست چاہتا ہے تو ہم اس کے سر پر عرب کا تاج رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائے۔ حضور نے سب کچھ سنا اور سر کو کچھ دیر کے لئے جھکایا پھر فرمایا چچا!

"اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھدیں اور پھر کہیں کہ خدا کی توحید کے اعلان سے باز آجاؤ تو یہ نہیں ہوسکتا" (حضرت محمد ﷺ تصنیف غلام باری سیف صفحہ ۱۷۹)

بادشاہت کو اس ذات احدیت کی خاطر ٹھکرا دیا، حسن و جمال کو خاطر میں نہ لائے نہ دھمکیاں آپ کو اس ذات سے الگ کر سکیں۔

آپ ﷺ ایک مرتبہ ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے آپ نے گھر میں کھڑکی دیکھ کر پوچھا یہ کھڑکی کس لئے رکھی ہے؟ اس صحابی نے جواب دیا تازہ ہوا آیا کرے۔ فرمایا اگر تم اس نیت سے رکھتے کہ اذان کی آواز سنا کروں گا تو یہ سارا ثواب ہوتا۔ ہوا تو آہی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے خدا سے تعلق مضبوط کرنے کا جو طریق سکھایا ہے وہ یہ ہے کہ ہر کام میں ہماری نیت خدا تعالیٰ کی خوشنودی ہو۔ (حضرت محمد ﷺ تصنیف غلام باری سیف صفحہ ۱۶۱)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کسی کو برا بھلا کہنا آپ کی

عادت نہ تھی برائی کے بدلے میں کسی سے برائی نہ کرتے اپنے ذاتی معاملہ میں کسی سے انتقام نہ لیا تاہم اگر کوئی احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا تو سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے بعض اوقات حد جاری فرماتے ۔ ((حضرت محمد ﷺ تصنیف غلام باری سیف صفحہ ۱۵۷)

جب دنیا والے آرام کر رہے ہوتے تب خدا کا رسول اپنے محبوب کو پکارتا اس سے التجائیں کرتا۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: کہ ایک رات میرے ہاں حضور کی باری تھی دیا بجھ چکا تھا میری جو آنکھ کھلی میں نے بستر ٹٹولا تو آپ ﷺ بستر پر نہ تھے، میں گھبرائی باہر صحن میں نکلی تو حضور ﷺ سجدہ میں پڑے یہ کہہ رہے تھے۔اے پروردگار سَجَدَ لَکَ رُوحِی وجنانی میری روح اور مرا دل تیرے حضور میں سجدہ ریز ہے ۔

اپنے پروردگار کی یاد آپ ﷺ کی روح کی غذا تھی لوگ اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک کہتے ہیں لیکن آپ ﷺ فرمایا کرتے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اسے رات کو بیوی کے گرم بستر پر نہیں زمین پر سجدہ ریز ہونے میں سکون ملتا ہے اور جب وہ خدا کا عابد جبین نیاز خاک پر رکھ کر اپنے محبوب کو یاد کرتا تو صرف پیشانی ہی خاک آلود نہ ہوتی تھی اس کی روح بھی گداز ہو کر آستانۂ آلوہیت پر بہہ پڑتی تھی اور وہ یہ کہتے سنائی دیتے سَجَدَ لَکَ رُوحِی وجنانی۔سَجَدَ لَکَ رُوحِی وجنانی میری روح اور میرا دل تیرے حضور جھک گئے۔

پروردگار نے اپنے در پر انتہائی جھکنے والے کو انتہائی عظمتوں سے ہمکنار کر دیا، وہ حقیقی عبد بنے۔انہوں نے خدا کے نقوش کو قبول کیا تبھی آپ کے وجود کے ذریعہ خدا ظاہر ہوا۔آپ کی دعا سے بادل برسے، آندھیاں چلیں، قحط سالی دور ہوئی، آپ کی دعا سے عمروں میں غیر معمولی برکت ہوئی، آپ کی دعا سے بڑی بڑی حکومتیں پاش پاش ہوئیں اور مسلمانوں کو قیصر و کسریٰ کے محلات کی چابیاں ملیں۔اسلام میں رہبانیت کا تصور نہیں ہے۔ سادھو اور فقیر کوئی خاک مل کر اور رنگدار کپڑے پہن کر نہیں بنتا بلکہ دل کو پاک وصاف کرنے سے بنتا ہے۔دل کو خدا کی محبت میں رنگنے سے، خدا کا رنگ اختیار کرنے سے خدا حاصل ہوتا ہے۔یہ کام آپ ﷺ نے ہمیں اپنے عمل سے کر کے دکھایا ہے۔ (حضرت محمد ﷺ تصنیف غلام باری سیف صفحہ ۱۶۸)

آپ ﷺ اپنی دعاوں میں خدا کی محبت طلب کرتے آپ کی ایک دعا ہے:۔

''اے اللہ ہمیں اپنی محبت عطا کی جیئو۔اور اس کی بھی محبت جس سے تو محبت کرتا ہے اور اس چیز کی محبت جو مجھے تیرے قریب کر دے اور تیری محبت مجھے میری جان، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو'' (حضرت محمد ﷺ تصنیف غلام باری سیف صفحہ ۱۷۷)

ایک اور دعا ہے جس کا مطلب ہے کہ اے اللہ تمام بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے شر تیری طرف سے نہیں میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں۔تو پاک اور بلند ہے۔میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف لوٹتا ہوں۔اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا تجھ پر ایمان لایا تیرے سپرد اپنے آپ کو کیا میری شنوائی اور میری بینائی اور میری ہڈیاں اور میرے اعصاب تیرے لئے جھک گئے۔

((حضرت محمد ﷺ تصنیف غلام باری سیف صفحہ ۱۷۸)

آپ ﷺ کا خدا سے عشق کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس محبوب کی طرف سے جو کچھ آیا اس کی قدر کی اس کو محبوب جانا۔ اگر کشائش آئی تو شکر کیا اور تنگی دیکھی تو اس کے حضور جھکے اور صبر

کیا شکوہ نہیں کیا۔کوئی آزمائش آپ کو خدا سے دور نہ کرسکی،کوئی لالچ اس کے در سے ہٹا نہ سکا۔ جنگ احد کا واقعہ ہے حضور زخمی ہو چکے تھے دشمن نے یہ سمجھ لیا تھا کہ آپ ﷺ شہید ہو چکے ہیں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اس دنیا میں نہیں رہے اور وہ اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر کہہ رہے تھے کہ کیا تم میں محمد موجود ہیں؟ ابو بکر ہیں ؟ عمر ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا چپ رہو جواب نہ دو اس پر دشمن سمجھے کہ ان کے جھوٹے خدا غالب آ گئے ہیں اور مسلمانوں کا خدا شکست کھا گیا ہے اور انہوں نے نعرہ لگایا **اُعلُ ھُبُل** ۔ہبل بت کی جے۔اس پر آپ نے فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے صحابہؓ نے عرض کی کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو اللہُ اعلیٰ واجل اللہ غالب اور بلند ہے۔

خدا کو آپ ﷺ کے سامنے کوئی یہ کہہ دے کہ وہ مغلوب ہو گیا ہے خطرہ کی انتہائی حالت میں بھی برداشت نہیں اس کے بعد انہوں نے کہا ،،،،،،،، ہمارا عزیٰ بت ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔آپ نے فرمایا جواب دو اور کہا ہمارا کارساز خدا ہے اور تمہارا کارساز کوئی نہیں ((حضرت محمد ﷺ تصنیف غلام باری سیف صفحہ ۱۸۰)

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے نفس سے بڑھ کر آپ کو خدا کے لئے غیرت تھی اس سے عشق تھا۔اس کو کوئی آپ کے سامنے برا کہے یہ برداشت نہ تھا ہر حالت میں اس کی عظمت کا اظہار آپ کی زندگی کا مقصد تھا۔خانہ کعبہ میں آپ کی دعائیں اور طویل سجدے بھی اس پر گواہ ہیں۔آخری الفاظ جو آپ کی زبان پر تھے وہ یہ تھے۔ **اَللّٰھُمَّ رَفِیْقُ الْاَعْلیٰ** اے اللہ بلند و برتر ساتھی! اور ہاتھ آسمان کی طرف تھا یہ کہتے کہتے ہاتھ ڈھلک گیا اور خدا کا پیارا بندہ اسے پکارتا اس کے حضور پہنچ گیا۔ (حضرت محمد ﷺ تصنیف غلام باری سیف صفحہ ۱۶۶)

آنحضرت ﷺ سے عشق

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
چھُو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجَرم در پہ تیرے سر کو جُھکایا ہم نے
دِلبرا ! مُجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بُھلایا ہم نے
بخدا دِل سے مرے مِٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دِل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
دیکھ کر تُجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا
نُور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل ﷺ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وُہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے
قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر تیرے کُوچہ میں مچایا ہم نے

(از درِثمین صفحہ ۱۷)

آنحضور ﷺ کا عشق قرآن

شاہدہ ناصر لامبرشیتر

دنیا کفر وضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی ہر طرف جھوٹے بتوں کا دور دورا تھا۔ انسانیت وحشت و بربریت کے سائیوں تلے دم توڑ رہی تھی کہ ایسے میں فاران کی چوٹیوں سے صداقت و امانت کا وہ سورج طلوع ہوا جس کے جلوے سے سارا عالم سچائی کے نور سے بھر گیا۔

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا (درثمین)

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام اور وہ آخری مکمل ترین شریعت ہے جو قیامت تک بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل کی گئی۔ فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل ہونے والا یہ کلام اپنے نفسِ مضمون کی وسعت و گہرائی حقائق و دقائق، دلائل و فضائل اور فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے بے مثل ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنۡزِيۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ؁۱۹۳
نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ ؁۱۹۴
عَلٰى قَلۡبِكَ لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِيۡنَ ؁۱۹۵
بِلِسَانٍ عَرَبِىٍّ مُّبِيۡنٍ ؁۱۹۶

ترجمہ: اور یقیناً یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے اتارا ہوا کلام ہے۔ جسے روح الامین لیکر اترا ہے۔ تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو جائے کھلی کھلی عربی زبان میں ہے۔ (الشعراء 196 - 193)

قرآن کریم حضرت جبرائیل کے ذریعہ نازل فرمایا گیا جس کا دوسرا نام روح الامین ہے۔ اور اسے آنحضرت ﷺ کے قلب پر جاری کیا گیا حضرت مسیح موعودؑ آپ ﷺ کے عشق قرآن کا نقشہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں: "وہ جو اعلیٰ درجہ کا نور انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص 140)

قرآن پاک کی تلاوت سے آپ کو خاص شغف تھا روزانہ سورتوں کی مقررہ تعداد عشاء کے وقت تلاوت فرماتے: پچھلی رات بیدار ہوتے تو کلام الٰہی زبان پر جاری ہوتا۔ عموماً سورۃ آل عمران کا آخری رکوع تلاوت فرمایا کرتے۔

رات کے وقت نماز میں نہایت وجد اور ذوق وشوق سے ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "کبھی پوری رات آپ قیام فرماتے۔ سورۃ البقرہ، آل عمران اور سورہ نساء تلاوت کرتے۔ جب کوئی عذاب کی آیت آتی تو خدا سے پناہ طلب

کرتے اور جب کوئی رحمت کی آیت آتی تو اس کے لئے دعا کرتے۔ (اسوہ کامل باب حق بندگی ادا کرنے والا عبد کامل صفحہ ۲۷)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجھے ایک رات گزارنے کا موقع ملا۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ کی تلاوت شروع کی اور رو پڑے یہاں تک کہ روتے روتے گر گئے۔ پھر بیس مرتبہ بسم اللہ پڑھی ہر دفعہ آپ روتے روتے گر پڑتے۔ پھر آخر میں مجھے فرمانے لگے وہ شخص بہت ہی نامراد ہے جس پر رحمٰن اور رحیم خدا بھی مہربانی نہ کرے۔ (اسوہ کامل باب حق بندگی ادا کرنے والا عبد کامل صفحہ ۷۳)

حضرت بشیر بن عبد المنذرؓ بیان کرتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۱۱۸)

خدا کا کلام آپ ﷺ سنتے تو بے اختیار ہو کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے خصوصاً وہ آیات جن میں آپ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے چنانچہ عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں: کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قرآن کریم کی کچھ آیات مجھے پڑھ کر سناؤ۔ میں نے اس کے جواب میں کہا یا رسول اللہ ﷺ قرآن تو آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے میں آپ ﷺ کو کیا سناؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے لوگوں سے بھی قرآن پڑھ کر سنوں۔ اس پر میں نے سورۃ نساء پڑھ کر سنانی شروع کی جب پڑھتے پڑھتے میں اس آیت پر پہنچا کہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (سورۃ النساء: آیت ۴۲) یعنی اُس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم میں سے اُس کے نبی کو اس کی قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس قوم کا حساب لیں گے اور تجھ کو بھی تیری قوم کے سامنے کھڑا کر کے اُس کا حساب لیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بس کرو"، "بس کرو" میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ کر کے آنسو بہہ رہے تھے۔ (دیباچہ تفسیر القرآن ص ۲۴۰)

قرآن کریم رسول اللہ کی وفات تک آہستہ آہستہ نازل ہوتا رہا۔ گویا کل عرصہ نزول ۲۳ برس ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو حصہ قرآن نازل ہوتا تھا آپ ﷺ اس کو حفظ کر لیتے تھے۔ اور ہمیشہ قرآن مجید کو دہراتے رہتے تھے اس طرح آپ ﷺ ساری وحی کے کامل حافظ تھے۔ مگر اس کے علاوہ آپ کاتبینِ وحی کو بھی اسی وقت لکھوا دیتے تھے مثلاً زید بن ثابتؓ، زید بن التوام، خالد بن سعید، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، اور حضرت علیؓ میں سے کسی کو بھی بلا کر وحی لکھوا دیتے تھے۔

رسول کریم ﷺ حفظ قرآن کی فضیلت پر بڑا زور دیتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ فرماتے تھے جو شخص قرآن کریم کو حفظ کرے گا قیامت کے دن قرآن اس کو دوزخ میں جانے سے بچائے گا۔ رسول کریم ﷺ نے قرآن کریم پڑھانے والے استادوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی تھی جو سارا قرآن رسول اللہ ﷺ سے حفظ کر کے آگے لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے ان چار بڑے استادوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ عبد اللہ بن مسعودؓ ۲۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ ۳۔ معاذ بن جبلؓ ۴۔ ابی ابن کتبؓ

حضرت امام احمدؒ اپنی کتاب میں جابر بن عبد اللہؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے

تو لوگ بیٹھے ہوئے قرآن شریف پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں قرآن پڑھو اور خوب پڑھو اور اللہ کی رضا حاصل کرو۔ بیشتر اس کے کہ وہ قوم آئے جو قرآن کے لفظوں کو تو صحیح پڑھے گی لیکن مزدوری اور دینوی فائدہ کے لئے پڑھے گی۔

اسی طرح چند حدیثوں میں آتا ہے کہ رمضان میں رسول کریم ﷺ سارا قرآن جبریل کو پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔

(بخاری جمع القرآن) (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۷۹)

رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں سارا قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے اور بعض دفعہ دوسرے صحابہؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہوجاتے تھے۔ رسول کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ کو یہ فکر لاحق ہوتا تھا کہ کہیں میں اسے فراموش نہ کردوں یعنی زبان کو حرکت دیتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یقین دلایا کہ ہم ہی نے یہ قرآن نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کو جمع کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۷﴾
اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾
فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۹﴾
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۲۰﴾

یعنی تو اس کی قرأت کے وقت اپنی زبان کو اس لئے تیز حرکت نہ دے کہ تو اسے جلد جلد یاد کرے۔ یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت ہماری ذمہ داری ہے پس جب ہم اسے پڑھ چکیں تو اس کی قرأت کی پیروی کر پھر اس کا بیان بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔ (القیمۃ 20-17)

چنانچہ آپ ﷺ نے جب اس نور (قرآن کریم) کو پھیلانا شروع کیا تو کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ کی بھرپور مخالفت کی اور یہ ابتلاؤں کا دور مکہ کی تیرہ سالہ زندگی پر محیط ہے۔ مگر اس عاشق قرآن نے کمال صبر سے وہ سب مصائب برداشت کئے۔ آنحضور ﷺ کی ساری زندگی عشق قرآن کی عملی تفسیر ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے کہ:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾

ترجمہ: اور یقیناً تو بڑے خلق پر فائز ہے۔ (القلم 5)

اسی طرح حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ: **كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن**

اس بات کی گواہی قرآن پاک میں کچھ اس طرح بیان ہوئی ہے کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴﴾
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۵﴾

اور وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا یہ تو محض ایک وحی ہے جو اُتاری جارہی ہے۔ (النجم آیت 5-4)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ایک دفعہ آپ ﷺ قرآن کریم کی ایک آیت ساری رات نماز میں پڑھتے رہے۔

اسی طرح حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور ساری رات ایک ہی آیت قیام، رکوع اور سجود میں پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی آیت تھی فرمایا:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ہ (سورۃ المائدہ صفحہ ۱۹۹)

ترجمہ: اگر تو انہیں عذاب دینا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخشنا چاہے تو بہت غالب اور بڑی حکمتوں والا خدا

ہے۔ (اسوہ کامل باب حق بندگی ادا کرنے والا عبد کامل صفحہ ۶۷)

اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب آیت ۷۳ میں فرماتا ہے:

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَ حَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا

ترجمہ: یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے جب کہ انسانِ کامل نے اسے اٹھا لیا۔ یقیناً وہ اپنی ذات پر بہت ظلم کرنے والا (اور اس ذمہ داری کے عواقب کی) بالکل پرواہ نہ کرنے والا تھا۔

اس آیت کریمہ میں آنحضرت ﷺ کی دیگر تمام انبیاء پر فضیلت کا ذکر ہے کیونکہ جو امانت قرآنی تعلیم کے طور پر نازل کی جانی تھی رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو یہ استطاعت نہیں تھی کہ اس کا بوجھ اٹھا سکے پس امانت سے مراد قرآن کریم ہے۔ ظلوماً جھولاً سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اتنی بڑی ذمہ داری، اک بوجھ اٹھا لیا اور پھر عواقب سے بے پروا ہو گئے۔ آپ ﷺ پر جتنے مظالم ہوئے ہیں قرآن کریم کے نزول کے بعد ہوئے ہیں۔

اپنے خدا کا عاشق صادق اس کے کلام کا بھی عاشق تھا جس نے امانت کا یہ بار اٹھایا تو پھر مسلسل ۲۳ سالہ زندگی میں اس کو اپنے جانثار صحابہؓ کو سونپا۔ اور اس کی قراءت کے سحر میں کھو گئے۔ آپ ﷺ نے تادم حیات کلام الٰہی کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ من وعن پہنچایا۔ شہر بہ شہر قریہ قریہ کوچہ کوچہ، نہ دن دیکھا نہ رات عشق قرآن میں مدہوش نہ دن دیکھا نہ رات نہ کسی دشمن کا خوف نہ کسی اپنے کا لحاظ ہر حال میں قرآن کا پیغام پہنچایا اور یوں "بَلِّغۡ" کے حکم کی تعمیل میں اپنا تن من دھن سب کچھ نچھاور کر دیا۔

رسولِ کریم ﷺ کا اوڑھنا بچھونا ہی قرآن تھا۔ دن بھر گاہے بگاہے اور خصوصاً نمازوں میں نازل ہونے والی تازہ قرآنی وحی کے تکرار اور دہرائی کا اہتمام تو ہوتا ہی تھا۔ عموماً رات کو بھی زبان پر قرآن ہی ہوتا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ کبھی رات کو آنکھ کھل جاتی تو زبان پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کی آیات جاری ہوتیں۔

وَمَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا الۡعَزِیۡزُ الۡغَفَّارُ۔ (ص:٦٧)

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ صاحب جبروت ہے نیز آسمانوں زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کا رب ہے اور غالب اور بخشنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق دے اور ہم بھی آپ ﷺ کی پیروی میں قرآن سے ایسا ہی پیار کریں کریں۔ آمین

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

لفظ لفظ موتی

☆۔ والدین کا ادب و احترام کرو تا کہ کل تمہاری اولاد تمہارا ادب و احترام کرے۔

☆۔ اگر معاشرے میں خود عزت سے رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت کرو اور کبھی کسی کی برائی نہ کرو۔

☆۔ انسانی زندگی بغیر محبت کے مصیبت اور بغیر عقل کے حیوانیت ہے۔

☆۔ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو تا کہ ابدی راحت حاصل ہو۔

☆۔ بے ادب شخص اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔

☆۔ تمام کامیابیوں کا راز صبر میں ہے۔

☆۔ عظیم ہے وہ دل جس میں دوسرں کے درد کا احساس ہو۔

سرور مبارک مجلس لامبر شیتر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول ﷺ

عطیہ نصیر پرنسدال

حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بے انتہا عشق و محبت رکھتے تھے۔ آپؑ کا یہ عقیدہ تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات میں یگانہ اور منفرد ہے اسی طرح اسکے حبیب خاتم النبین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ بھی اپنے کمالات اور اپنی صفات کے لحاظ سے تمام بنی نوع میں یکتا و بے ہمتا ہیں۔ نہ آپ ﷺ سے پہلے کوئی آپ ﷺ کے مقام رفیع تک پہنچ سکا ہے، نہ آپ ﷺ کے بعد اور نہ قیامت تک پہنچ سکے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد آپؑ کو سب سے زیادہ محبت آنحضرت ﷺ سے ہی تھی چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پود من بسرائد بعشق او
از خود تہی وا زغم آں دلستاں پرم

(ترجمہ) یعنی اللہ تعالیٰ کے بعد میں محمد ﷺ کے عشق میں سرشار ہوں۔ اگر یہ کفر ہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ میرا ہر رگ وریشہ اس ﷺ کے عشق کے راگ گا رہا ہے میں اپنی خواہشات سے خالی اور اس محبوب ﷺ کے غم سے پُر ہوں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۶ طبع اول)

محبت کا یہ انداز اور عشق کی یہ کیفیت آپؑ کی اس رویا سے خوب جھلکتی اور روشن ہوتی ہے جو آپ نے عین جوانی کے عالم میں 1864 یا 1965 میں جب آپؑ صرف 31-30 برس کے تھے دیکھی۔ آپؑ نے ایک کشف میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا اس کشف میں آپؑ کے عشق رسول ﷺ پر خوب روشنی پڑتی ہے اور نیز آپؑ کے شاندار مستقبل کی بھی نشان دہی ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''اوائل ایام جوانی عین ایک رات میں نے رویا میں دیکھا کہ میں ایک عالی شان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضور ﷺ کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ حضور ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا۔ اور جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپ ﷺ کی پُر شفقت اور پُر محبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے اور مجھے کبھی نہیں بھول سکتی۔ آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر دیا اور آپ ﷺ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اے احمد! تمہارے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضور ﷺ یہ میری ایک تصنیف ہے''

آگے فرماتے ہیں:۔ غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت اقدس کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا ..... ۔۔۔۔ میں نے دیکھا اسوقت آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں اور میں ذوق اور وجد کے ساتھ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک دیکھ رہا تھا اور میرے آنسو بہہ رہے تھے اور پھر میں بیدار ہو گیا۔'' (ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۹،۵۴۸)

حضرت مسیح موعودؑ عشق رسول ﷺ کے اس میدان میں سب عاشقوں

پر سبقت لے گئے آپؑ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔
جِسمِیْ یَطِیْرُ اِلَیکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
یَا لَیتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ
(ترجمہ) "میرا جسم شوق غالب کے سبب تیری طرف اڑنا چاہتا ہے کاش مجھ میں قوت پرواز ہوتی"
نیز فرماتے ہیں۔۔
اِنِّی اَمُوتُ وَ لَا تَمُوتُ مَحَبَّتِی
یُدْرِیْ بِذِکْرِکَ فِی التُّرَابِ نِدَائِی
(ترجمہ) "میں تو مر جاؤں گا لیکن میری محبت کبھی نہیں مرے گی اور میری قبر سے تیری عشق و محبت کا ذکر دنیا ہمیشہ نمایاں طور پر سنتی رہے گی"

(شرح قصیدہ صفحہ ۲۴)

اسی وفورِ محبت کی وجہ سے آپؑ کو اپنے محبوب ﷺ کی عزت و عظمت کے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں تھا۔ اس سے آپؑ کو دل خراش تکلیف اور روح فرسا اذیت پہنچتی تھی۔ چنانچہ آپؑ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس کے خلاف کور چشم اور دیدہ دہن پادریوں کی یاوہ سرائیوں اور ہرزہ ورائیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
"اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میرے سب لڑکے بچے اور پوتے میرے انصار اور خدام میرے سامنے قتل کر دیئے جاتے اور میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جاتے اور میری آنکھوں کی پتلیاں نکال دی جاتیں اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاتا تو یہ سب کچھ مجھ پر ان کے اس توہین آمیز استہزا سے زیادہ شاق نہ گزرتا" (شرح قصیدہ صفحہ ۲۰ آئینہ کمالاتِ اسلام از عربی عبارت)

آپؑ کی تحریروں کو پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے گویا آپؑ کے دل میں اپنے مطاع حضرت محمد ﷺ کے عشق و محبت کا ایک سمندر موجزن ہے اور جب اس میں جوش آتا ہے اور تلاطم کی صورت پیدا ہوتی ہے تو کوئی چیز اس کی بلند اور تیز موجوں کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ اشعار ذیل سے آپ کے جوش عشق و وفور محبت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

تا بمن نُور رسول پاک را بنموده اند!
عشقِ او در دل ہے جوشد چو آب از آبشار
آتشِ عشق از دم من ہمچو برقے مے جہد
یک طرف اے ہمدمان خام از گرد و جوار
ترجمہ "یعنی جب سے مجھے رسول پاک ﷺ کا نور دکھایا گیا ہے، حضور ﷺ کا عشق میرے دل میں یوں جوش مارتا ہے جیسے آبشار سے پانی، آپ ﷺ کے عشق کی آگ میرے سانس سے بجلی کی طرح نکلتی ہے اے خام طبع رفیقو! میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ۔"

(شرح القصیدہ صفحہ ۱۹ تا ۲۱)

پھر کمال محبت کی حقیقت یہ ہے کہ جو شخص کامل محبت کرتا ہے وہ اس کے اندر اور اسکے طور طریق اور اسکے شمائل و اخلاق کے رنگ سے رنگین ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کو اپنے محبوب حضرت احمد ﷺ سے انتہائی عشق اور کمال محبت کی وجہ سے مقام اتحاد حاصل تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

محو روئے او شد است ایں روئے من!
بُوئے اُو آید ز بام و کوئے من!
بسکہ من در عشق او ہستم نہاں
من ہمانم، من ہمانم، من ہماں
جانِ من از جانِ او یابد غذا!
از گریبا نم عیاں شُد آں ذُکا
احمد اندر جانِ احمد شد پدید
اسم من گر دید آں اسمِ وحید

ترجمہ: "یہ میرا چہرہ اسکے ﷺ کے چہرہ میں محو اور گم ہو گیا اور میرے مکان اور کوچہ سے اسکی ﷺ خوشبو آ رہی ہے۔ از بسکہ میں اسکے ﷺ عشق میں غائب ہوں۔ میں وہی ہوں، میں وہی ہوں، میں وہی ہوں۔ میری روح اسکی ﷺ روح سے غذا حاصل کرتی ہے اور میرے گریبان سے وہی سورج نکل آیا ہے۔ احمد کی جان کے اندر

احمد ﷺ ظاہر ہو گیا ہے۔ اس لئے میرا وہی نام ہو گیا جو اس ﷺ لاثانی انسان کا نام ہے۔" (شرح قصیدہ صفحہ ۲۳)

آپؑ نے جس انداز میں اللہ تعالیٰ سے اپنے عشق اور محبت کا اظہار کیا ہے۔ اسی انداز میں آنحضرت ﷺ سے بھی آپؑ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں۔۔

در کوئے تو اگر سرِعشاق را زنند
اوّل کسے کہ لاف تعشق زند منم

ترجمہ: "اگر تیرے کوچے میں عاشقوں کے سر اتارے جائیں تو وہ پہلا شخص جو تیرے عشق کا نعرہ مارے گا وہ میں ہوں گا۔" (شرح قصیدہ صفحہ ۱۸)

حضرت مسیح موعودؑ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت طبعی اور اتم اور اکمل درجہ کو پہنچی ہوئی تھی، آپ ﷺ کی یہی محبت خدا تعالیٰ کو پسند آئی کہ آپ کو اس زمانہ میں احیائے دین کی خدمات پر مامور کیا گیا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔

"مجھے ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں، یعنی ارادۂ الٰہی احیائے دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر مُحی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہیں۔ اِس اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحی کی تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس سے کہا "ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے مطلب یہ تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدے کی محبتِ رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 502 شرح قصدہ صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷)

حضورؑ فرماتے ہیں: ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے حضرت محمد ﷺ کی طرف بھیجی تھی۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 502 شرح قصیدہ صفحہ 169)

خدا تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ پر بکثرت درود شریف بھیجنے کی توفیق عطا کرے اور درود شریف کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں کا سردار

پھر آپ فرماتے ہیں۔ "وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور جو شخص بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وُہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وُہ محرومِ ازلی ہے۔۔۔۔ اس آفتاب کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور ہم اسی وقت تک منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اسکے مقابل پر کھڑے ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۶)

حضرت اقدس مسیح پاکؑ اپنے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارہ میں فرماتے ہیں: " وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا۔ یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائکہ میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں "

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۶۰)

"اللھم صلی وسلم و بارک علی و اٰلہ بعد ھمّہ و غمّہ و حزنہ لِھٰذہ الامّۃ وانزل علی انوار رحمت رحمتک الی الابد "

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کی حکمت

سعدیہ جاوید　مجلس لورن سکوگ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ۵۲ سالہ دور خلافت کا ہر دن اور ہر لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپ ہی مصلح موعود کی پیش گوئی کے مصداق ہیں۔ آپؓ نے جماعت کی ہر جہت سے اصلاح فرمائی۔ شوریٰ کا نظام، نظارتوں کا قیام، ملی وقومی خدمات، مسلمانوں کی بے لوث حمایت، تحریکات ہوں یا احراریوں کی مخالفت ہو یہ سب اس بات کا شاہد ہیں کہ ہر ایک موقع پر حضرت مصلح موعودؓ ایک ایسے عظیم الشان لیڈر کے طور پر نظر آئے جس نے جماعت کے افراد کے جذبات اور احساسات کے دھارے کو اسطرح موڑا کہ ہر قدم سنگ میل بن گیا۔ جب بھی اسلام اور حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس پر دشمنوں نے ناپاک حملے کیے تو آپؓ نے اس طرح ان کی چیرہ دستیوں کا سدباب کیا کہ مخالف اپنا ہی منہ دیکھتے رہ گئے۔

حضرت فضل عمرؓ کے ہاتھوں سیرت النبی ﷺ کے جلسہ جات کی بنیاد ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جو یقیناً سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

۱۹۲۷ میں ہندوؤں کے رسالہ ورتمان نے حضرت محمد ﷺ کی شان میں انتہائی نازیبا حملے کئے۔ اسی طرح ایک کتاب بعنوان رنگیلا رسول میں بھی رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں گئیں۔ ہندوؤں کی ان حرکات سے مسلمانان ہند کو شدید رنج اور تکلیف ہوئی۔ اور ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی شروع ہوگئی۔ جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس موقع پر خدا تعالیٰ کی مدد سے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کو ایک ایسا موڑ دیا کہ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپؓ کی خداداد صلاحیتوں کا اعتراف کیا۔

حضورؓ نے اس نازک موقع پر حضرت محمد ﷺ کی ناموس و حرمت کی حفاظت کے لئے ملکی سطح پر ایک مہم شروع فرمائی کہ رسول کریم ﷺ کی مقدس زندگی کے حالات اور آپ ﷺ کے عالمگیر احسانات کا تذکرہ اس انداز میں کیا جائے کہ ملک کا گوشہ گوشہ گونج اٹھے۔ اور اپنے اسی خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ نے سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کی تجویز فرمائی۔

آپؓ نے ارشاد فرمایا " لوگوں کو آپ پر (یعنی رسول کریم ﷺ پر) حملہ کرنے کی جرات اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں۔ یا اسی لئے کہ وہ سمجھتے ہیں دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچرز دئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ ﷺ کے حالات زندگی اور آپ ﷺ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے۔ اور کسی کو آپ کے متعلق زبان درازی کرنے کی جرات

نہ رہے۔ جب کوئی حملہ کرتا ہے تو یہی سمجھ کر کہ دفاع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔۔۔۔۔پس سارے ہندوستان کے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی سے واقف کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور اس کے لئے بہترین طریق یہ ہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی کے اہم شعبوں کو لے لیا جائے اور ہر سال خاص انتظام کے ماتحت سارے ہندوستان میں ایک ہی دن ان پر روشنی ڈالی جائے۔ تا کہ سارے ملک میں شور مچ جائے اور غافل لوگ بیدار جائیں۔ (تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۲۹)

آپؓ نے اس پر عمل درآمد کے لئے ایک وسیع پروگرام بنایا۔ جس کے اہم پہلو یہ تھے۔

ا۔ ہر سال حضرت محمد ﷺ کی مقدس سوانح میں سے بعض اہم پہلوؤں کو منتخب کر کے ان پر خاص روشنی ڈالی جائے۔ پہلے سیرت النبی ﷺ کے جلسے کے لئے آپ نے تین عنوانات تجویز فرمائے۔ ا۔ رسول کریم ﷺ کی بنی نوع انسان کے لئے قربانیاں ۲۔ رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی

۳۔ رسول کریم ﷺ کے دنیا پر احسانات۔

2۔ مندرجہ بالا تینوں عنوانات پر لیکچرز دینے کے لئے آپ نے ۱۹۲۷ء کے جلسہ سالانہ پر ایک ہزار ایسے احباب جماعت کا مطالبہ کیا۔ جو لیکچرز دے سکیں، ان کو مضامین کی تیاری کے لئے ہدایات دی جاسکیں اور وہ ان تقاریر کے لئے تیار کئے جاسکیں۔

3۔ اس پروگرام کا تیسرا اور اہم پہلو جو کہ اپنے اندر بہت ہی وسعت رکھتا تھا یہ تھا کہ آپ نے سیرت النبی ﷺ پر تقریر کیلئے ان جلسوں میں مسلمان ہونے کی شرط نہیں رکھی بلکہ فرمایا!

" رسول کریم ﷺ کے احسانات سب دنیا پر ہیں اس لئے مسلمانوں کے علاوہ وہ لوگ جن کو ابھی تک یہ توفیق نہیں ملی کہ رسول کریم ﷺ کے اس تعلق محسوس کر سکیں جو آپکو خدا تعالی کے ساتھ تھا۔ مگر وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی قربانیوں سے بنی نوع انسان پر بہت احسان کئے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں ان کی زبانی رسول کریم ﷺ کے احسانات کا ذکر زیادہ دلچسپ اور زیادہ پیارا معلوم ہوگا۔ پس اگر غیر مسلموں میں سے بھی کوئی اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کریں گے تو انہیں شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا اور ان کی اس خدمت کی قدر کی جائے گی۔ (تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۳۱)

4۔ اس بات میں مزید دلچسپی پیدا کرنے کے لئے آپؓ نے یہ بات بھی شامل کی کہ جو بھی غیر مسلم احباب ان جلسہ جات میں تقاریر کریں گے اور اپنے مضامین ارسال کریں گے ان میں سے اول دوم اور سوم آنے والے احباب کو علی الترتیب سو، پچاس اور پچیس روپے کے انعامات دئے جایں گے۔

5۔ چونکہ یہ جلسہ جات محض رسمی میلاد النبی ﷺ کے جلسہ جات نہیں تھے بلکہ ان کا ایک خاص مقصد تھا اس لئے حضورؓ نے سیرت النبی ﷺ کے جلسہ جات کے لئے ۱۲ ربیع الاول کے مخصوص دن کی بجائے دوسرے دنوں کو تاریخوں کو موزوں سمجھا چنانچہ ۱۷ جون ۱۹۲۸ کو یوم سیرت منانے کا دن رکھا گیا۔

اس عظیم الشان منصوبے پر عمل کرنے کئے لئے مقررین کو عنوانات کے متعلق مواد فراہم کیا گیا۔ الغرض حضورؓ کی بصیرت افروز رہنمائی کے تحت ملک ہند کے طول وعرض میں ۱۷ جون کو نہایت اہتمام کے ساتھ سیرت النبی محمد مصطفے ﷺ کے جلسہ جات ہوئے۔ جس میں پاک نبی ﷺ جو کہ نبیوں کا

سردار ہیں کی سیرت کے تذکرے کئے گئے۔اور ایک ہی اسٹیج پر سے ہر فرقہ کے لوگوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

دوسرے مسلمانوں میں سے تقریر کرنے والے یا نعت رسول کریمﷺ پڑھنے والوں یا جلسہ کی صدارت کرنے والوں میں سے چند بااثر شخصیات کے نام اس طرح سے ہیں۔حفیظ جالندھری، خواجہ حسن نظامی، نواب سر عمر حیات خان صاحب ٹوانہ وغیرہ مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ، عیسائی، جینی احباب نے بھی آنحضرتﷺ کی پاکیزہ سیرت پر تقاریر کیں اور بنی نوع انسان پر آپﷺ کے عظیم احسانات کا تذکرہ کیا۔

وہ بھی کیا دن ہوگا جس دن محسن انسانیت ، خدا کے حبیب محمد مصطفیﷺ رحمۃ للعلمین کی پاکیزہ سیرت اور تذکرے سے ملک کا گوشہ گوشہ گونج رہا ہوگا۔جس کا تصور کرتے ہی آج بھی روح وجد میں آجاتی ہے۔

علاوہ ازیں ہندوستان کے علاوہ سماٹرا، آسٹریلیا، سیلون، ماریشس، ایران ،عراق، عرب ، دمشق ، لندن وغیرہ میں بھی جماعت کی طرف سیرت النبیﷺ کے جلسہ جات کا انعقاد کیا گیا۔

یہ جلسہ جات اپنے اندر بہت سے فوائد بھی لے کر آئے۔مثلا پورے ملک میں اتحاد و محبت کی ایک لہر دوڑ گئی۔اور اس کا اقرار مسلم اور غیر مسلم لیڈروں نے کیا۔

ہزار ہا افراد نے ان تقاریر کو سنا جو آپﷺ کے حالاتِ زندگی پر کی گئیں۔

غیر مسلموں نے بھی حضرت محمدﷺ کی خوبیوں کا برملا اعتراف کیا۔بلکہ بعض ہندو لیڈروں نے کہا کہ ہم حضرت محمد ﷺ کو "نہ صرف خدا کا پیارا سمجھتے ہیں بلکہ سب سے بڑھ کر اعلیٰ انسان یقین کرتے ہیں۔کیونکہ آپ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ محفوظ ہے مگر دوسرے مذہبی راہنماؤں کی زندگی کا کوئی پتہ نہیں لگتا۔" (تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۴۱)

ان جلسہ جات کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو ایک پلیٹ فارم ملا جس میں تقریبا سب نے ہی ان پاکیزہ محافل کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔

ان تمام جلسہ جات کے علاوہ ایک جلسہ مرکز قادیان میں بھی منعقد ہوا جہاں پر خدا تعالی کے مقرر کردہ خلیفۃ المسیح ؓ نے اس میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔اور آپ نے "محسن انسانیت" کے عنوان سے رسول کریمﷺ کی پاکیزہ سیرت، آپ کے انسانیت پر بیش بہا احسانات کا ذکر فرمایا۔نیز آپﷺ پر ہونے والے اعتراضات کا نہایت مدلل انداز میں تذکرہ فرمایا۔قادیان میں خواتین کے لئے بھی علیحدہ سے جلسہ کا انتظام کیا گیا۔جس کی صدارت حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے کی۔علاوہ ازیں ایک جلوس بھی ترتیب دیا گیا جو قادیان کی سڑکوں سے گذرتا ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منظوم کلام، اور ہندو شعراء کی نعتیں پڑھ رہا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد اور دیگر جماعت کے بزرگ بھی اسمیں شامل تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جن جلسہ جات کی بنیاد ڈالی تھی آج تمام دنیا کی جماعتوں میں یہ جلسہ جات پورے اہتمام کے ساتھ منعقد کئے جاتے ہیں اور یوں سارا سال ہی آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے تذکرے جاری رہتے ہیں۔

خدا تعالی ہمیں اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ان تذکروں کے ساتھ ساتھ آپﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کی توفیق پائیں اور ان لوگوں کے اعتراضات کا منہ بند کر سکیں جو آپﷺ کی ذات اقدس پر کرتے ہیں۔آمین

مرا ہر ذرہ ہو قربان احمدؐ
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یاد یار میں بھی اک مزا ہے
مجھے اس بات پر فخر ہے محمود
میرا معشوق محبوب خدا ہے

(کلام محمود صفحہ ۳۶)

عشق محمد ﷺ اور ہمارا کردار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی نظر میں

رخشندہ گل۔ مجلس نور

دور حاضر کا سب سے اہم مسئلہ امن وسکون کا فقدان ہے۔ایک طرف مادی ترقی کے لحاظ سے انسان بہت بلند مقام حاصل کر چکا ہے۔ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی کے ثمرات سے دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے تو دوسری طرف مذہب سے دوری اور اخلاقی پسماندگی کی وجہ سے آج کا انسان حقیقی خوشی اور اطمینان سے محروم ہے ۔بے چینی ،اضطراب اور خوف کی کیفیت بڑھتی جا رہی ہے۔

مخالفین مذاہب اور مخالفین اسلام نام نہاد مذہبی لیڈروں کے رویہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نت نئے انداز سے اسلام اور بانی اسلام پر حملے کرتے ہیں ۔کبھی مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت کرنے کے لیے کارٹونوں کی اشاعت کی جاتی ہے،کبھی فلمیں بنائی جاتی اور کبھی عورتوں سے مصنوی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ان کے حجاب کونشانہ بنایا جاتا ہے۔نادان لوگ ان مخالفین سے انتقام لینے کے لیے توڑ پھوڑ کرتے ،آگیں لگاتے، جھنڈے جلاتے اور قتل کے فتوے لگا کر دشمنان دین کو مذہبی تقدس کی پامالی کا موقع دیتے ہیں۔

اسلام جس کے معنی ہی امن کے ہیں۔جس کی تعلیمات انسانی آرزوؤں اور دلچسپیوں کے سب دائروں میں امن کی ضمانت دیتی ہے۔اس پرحملہ کیا جائے تو اسلام ان سازشوں کا کس طرح دفاع کرتا ہے۔اس کا طریق حضرت محمد ﷺ کے غلام درغلام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اید اللہ تعالی بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا اسوہ دنیا کے سامنے پیش کرو۔

''اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ کو رحمۃ العالمین بنا کر بھیجا۔جیسا کہ خود فرماتا ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔

(سورۃ الانبیاء آیت108)

ترجمہ:۔'' اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت کے طور پر۔''

آپ سے بڑی ہستی ،رحمت بانٹنے والی ہستی ،نہ پہلے کبھی پیدا ہوئی اور نہ بعد میں ہوسکتی ہے۔ہاں آپ کا اسوہ جو ہمیشہ قائم ہے اس پر چلنے کے لیے تمام مسلمانوں کوکوشش کرنی چاہیئے۔ اوراس کے لیے بھی سب سے بڑی ذمہ داری احمدی کی ہے، بہر حال آنحضرت ﷺ تو رحمۃ العالمین تھے اور یہ لوگ آپ کی وہ تصویر پیش کرتے ہیں جس سے انتہائی بھیانک تصور ابھرتا ہے۔پس ہمیں آنحضرت ﷺ کے پیار ومحبت اور رحمت کے اسوہ کو دنیا کو بتانا چاہیئے اور ظاہر ہے اس کو بتانے کے لیے مسلمانوں کواپنے رویے بھی بدلنے پڑیں گے۔دہشت گردی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔آنحضرت ﷺ نے تو جنگ سے بچنے کی بھی ہمیشہ کوشش کی جب تک آپ پر مدینہ میں آکر جنگ

ٹھونسی نہیں گئی۔ پھر بہر حال اللہ کی اجازت سے دفاع میں جنگ کرنی پڑی ۔۔۔۔ ہر ملک میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر اسلام کے بارے میں جنگی جنونی ہونے کا ایک تصور ہے اس کو دلائل کے ساتھ رد کرنا ہمارا فرض ہے ۔۔۔ پہلے بھی میں نے کہا تھا اخباروں میں کثرت سے لکھیں۔ اخباروں کو، لکھنے والوں کو سیرت پر کتابیں بھیجی جاسکتی ہیں۔"

حضور نے نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ میڈیا میں جانے کی طرف توجہ دلائی تا کہ ان کے میڈیا کے ساتھ زیادہ وسیع تعلقات قائم ہوں اور انہیں بیہودہ حرکات سے روکا جاسکے۔ بتایا جائے کہ دوسروں کے جذبات سے کھیلنا نہ جمہوریت ہے نہ ہی آزادی ضمیر ہے۔ آپ جماعت کو مزید نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اپنے درد کو دعاؤں میں ڈھالیں اور آنحضرت ﷺ پر بکثرت درود بھیجیں۔

"پس یہ آگ جو ہر احمدی نے اپنے دل میں لگانی ہے اور اپنے درد کو دعاؤں میں ڈھالنا ہے لیکن اس کے لیے وسیلہ حضرت محمد ﷺ نے ہی بننا ہے۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو کھینچنے کے لیے دنیا کی لغویات سے بچنے کے لیے اس قسم کے جو فتنے اٹھتے ہیں ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے آنحضرت ﷺ کی محبت کو سلگتا رکھنے کے لیے اپنی دنیا اور آخرت سنوارنے کے لیے آنحضرت ﷺ پر بے شمار درود بھیجنا چاہئے۔ کثرت سے درود بھیجنا چاہئے۔ اس پرُفتن زمانے میں اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کی محبت میں ڈبوئے رکھنے کے لیے اپنی نسلوں کو احمدیت اور اسلام پر قائم رکھنے کے لیے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر سختی سے پابندی کرنی چاہئے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

ترجمہ:۔ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجا کرو کیونکہ اللہ اور اس فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔

قرآن کریم میں بے شمار احکام جن کے کرنے کا حکم ہے۔ اور ان پر عمل کرنے کے بعد نتیجے میں کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث ٹھہرو گے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بن جاؤ گے۔ جہنم سے بچائے جاؤ گے۔ جنت میں داخل ہو گے۔ یہاں یہ حکم ہے کہ اتنا بڑا اور عظیم کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو بھی اس کام پر لگایا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے پیارے نبی پر درود وسلام بھیجتا ہے۔ اس لیے یہ ایسا عمل ہے جس کو کر کے تم اس عمل کی پیروی کر رہے ہو یا اس کام کی پیروی کر رہے ہو جو خود خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر عمل کرنے سے اتنے بڑے اجروں سے نوازتا ہے تو ایسا کام کرنے سے جو خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے کس قدر نوازے گا۔ یہ یقیناً خالص ہو کر بھیجا گیا درُود اُمّت کی اصلاح کا باعث بھی بنے گا۔ اور ہماری دعاؤں کی قبولیت کا بھی ذریعہ بنے گا۔ ہمیں دجال کے فتنوں سے بچانے کا ذریعہ بھی بنے گا۔ (اسوہ رسول ﷺ اور خاکوں کی حقیقت صفحہ 53)

مسلمانوں کی کسمپرسی انتہائی خوفناک حالت کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کے انتشار اور کمزوری کی اصل وجہ آنحضرت ﷺ کی نافرمانی اور مسیح و مہدی کا انکار ہے"

"یہ جو مسلمانوں کی حرکتیں ہیں ان سے مسلمانوں کے دشمن فائدہ اٹھاتے ہیں اور مسلمانوں کی طاقت کم کرتے جا رہے ہیں اور ان مسلمانوں کو عقل نہیں آ رہی۔ بہر حال یہ تو ظاہر و باہر ہے کہ عقل ماری جانا اور یہ پھٹکار اس لیے ہے کہ آنحضرت ﷺ کے حکم کو نہیں مانا اور نہ ہی مان رہے ہیں نہ اس طرف آتے ہیں اور آپ ﷺ کے مسیح و مہدی تکذیب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور وہ ہر احمدی کو کرنی چاہیئے۔ اس طرف پہلے بھی میں نے توجہ دلائی تھی کہ خدا ان کو عقل اور سمجھ دے اور منافقین اور دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر اسلام بدنام کرنے والے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے والے نہ بنیں بہر حال جو کچھ بھی ہو۔ جب اسلام کے دشمن ان مسلمانوں کو کسی نہ کسی ذریعے سے ذلیل و رُسوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو احمدی بہر حال درد محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی طرف منسوب ہوتے ہیں یا منسوب ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان بھٹکے ہوئے مسلمانوں میں سے ایک بہت بڑی تعداد کم علمی کی وجہ سے ان لیڈروں اور علماء کی باتوں میں آ کر ایسی نامناسب حرکتیں اور کاروائیاں کر جاتی ہے جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں سنتے ہوئے ان لوگوں کو، ان نام نہاد علماء کے چنگل سے چھڑائے اور یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے انجانے میں یا بے وقوفی میں اور اسلام کی محبت کے جوش میں آ کر جو اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں وہ نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ بھی دیکھائے، کیونکہ ان کی ان حرکتوں کی وجہ سے دشمن کو اسلام پر گند اچھالنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کی ذات پر بھی توہین آمیز حملے کرنے کا موقع ملتا ہے۔" (اسوہ رسول ﷺ اور خاکوں کی حقیقت صفحہ 51)

اللہ کرے ہم زمانے کے فتنوں سے بچنے کے لیے اور آنحضرت ﷺ کی محبت دلوں میں قائم رکھنے کے لیے آپ کی لائی ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھلانے کے لیے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے اللہ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ آمین

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عشق محمد ﷺ

مُحمّد ﷺ پر ہماری جاں فِدا ہے
کہ وُہ کُوئے صَنم کا رہنما ہے
مِرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وُہ دِیَا ہے
مُحمّد ﷺ کو بُرا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان ودِل جس پر فِدا ہے
مُحمّد ﷺ جو ہمارا پیشوا ہے
مُحمّد ﷺ جو کہ محبُوبِ خُدا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وُہ شاہنشہِ ہر دوسرا ہے
اسی سے میرا دِل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری رُوح کا ہے
خُدا کو اس سے مِل کر ہم نے پایا
وہی اِک راہِ دیں کا رہنما ہے

(از کلام محمود صفحہ ۳۵،۳۶)

انٹرویو محترم سیّد کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سکینڈے نیوین ممالک

اللہ کا احسان ہے کہ ہم میں وہ شخصیت موجود ہیں جنہوں نے سکینڈے نیویا میں نمایاں خدمت کی توفیق پائی اور محض اللہ کے فضل سے چار خلافت کے دور کی برکات کو سمیٹنے کی سعادت پائی پرائیویٹ طور پہ یہ انٹرویو لیا گیا اور محترم کمال یوسف صاحب کی اجازت سے لجنہ اسے زینب میں شائع کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔

1۔آپ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

ج۔ مجھے اپنی پیدائش کا دن اس طرح یاد ہے کہ جب میں 8 ماہ کا تھا تو میری والدہ صاحبہ کی وفات ہوگئی۔ان کے کتبہ پہ جو وفات کا دن بنتا ہے اس کے مطابق میری سنِ پیدائش 1.12.1933 بنتی ہے اور قادیان میں پیدا ہوا۔

اس ضمن میں ایک بات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔میں نے اپنے پاسپورٹ پہ لفظ قادیان لکھوایا تا کہ مجھ میں کمزوری نہ آجائے جب میں نے حج کا ارادہ کیا تو لندن میں ایجنٹ نے میرا پاسپورٹ دیکھتے ہی صاف انکار کر دیا، کہا اس لفظ کے ساتھ ویزا نہیں لگ سکتا۔ نیا بنواؤ۔میں نے کہا کہ میں اس پاسپورٹ پہ اس لفظ قادیان کے ساتھ ہی حج کروں گا ورنہ نہیں۔ پھر اللہ کا فضل ہوا کہ اسی پاسپورٹ پہ ویزا بھی لگا اور حج کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

2۔والدین کا نام اور تعارف؟

ج۔ جب میں 8 ماہ کا تھا تو والدہ صاحبہ کی وفات ہوگئی۔ والدہ کی محبت سے تو محروم رہا۔ مجھے میری نانی جان اور نانا جان حضرت مولوی سرور شاہ صاحب نے پالا۔میں ان کو امی اور ابو کہتا تھا۔میری خالہ جان نے میری تربیت کی۔ یہ سادات میں سے تھے،میری والدہ سید تھیں،سارا خاندان سادات میں سے تھا،مگر والد صاحب سادات میں سے نہیں تھے،مگر دادا جان کے خاندان کی اکثریت سادات کہلاتی تھی تو مجھے بھی سب سید کہتے ہیں۔میرے دادا جان صحابی تھے۔ان کا نام سیٹھ ابو بکر آف جدہ ہے۔1908 میں انہوں نے بیعت کی۔اس وقت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب زندہ تھے،دادا جان کے سامنے ہی ان کی وفات ہوئی تھی۔بعض وجوہات کی بناء پر میں نے دادا جان اور ابا جان کو بہت کم دیکھا ہے۔پہلی دفعہ جب میں نے دیکھا تو میں 8 سال کا تھا۔

دادا جان اپنے وقت کے بہت رئیس آدمی تھے۔حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ فرمایا کہ غالباً 1924 کی بات ہے کہ ان کے اکیلے کا چندہ ساری جماعت سے بڑھ کے تھا۔ان کی بیٹی اور میری پھوپھی جان سے حضرت مصلح موعودؓ کی شادی ہوئی تھی۔عرب خاندان سے تعلق تھا۔میرے ابا جان محمد سعید یوسف صاحب کا علم نہیں کہ کہاں تعلیم حاصل کی۔میں ان کے ساتھ نہیں رہا۔ہم 4 بھائی تھے،میں سب سے چھوٹا تھا، 3 انہوں نے پالے اور میں ننھیال میں پلا۔ مجھے حیرت ہوتی تھی کہ جب بھی میں ابا جان سے ملا ان کی اردو بہت اعلیٰ تھی۔عربی،انگلش میں

مہارت تھی۔حضرت خلیفہ اولؓ کے بڑے بیٹے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے پیدا ہوئے، حضرت میاں عبدالحئیٰ صاحب، ان کی شادی میری خالہ جان سے ہوئی۔ صاحبزادہ صاحب جلدی فوت ہو گئے۔ پھر خالہ جان کی شادی محموداللہ صاحب سے ہوئی۔ان کے آگے جو دو بیٹے تھے، ایک ان میں سے موجودہ حضورِانور کی بیگم صاحبہ کے والد صاحب محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب مرحوم ہیں۔ یہ میری بڑی خالہ کے بیٹے ہیں۔اس طرح محض اللہ کے فضل سے نانا جان کی طرف سے بھی خاندانِ مسیح موعودؑ سے تعلق قائم ہو گیا۔ یہ مختصر سا تعارف ہے۔

3۔بچپن کہاں گزرا؟

ج۔قادیان میں صحابہؓ کے درمیان گزرا۔ ہمارا مکان مسجد مبارک کے ساتھ تھا۔حضرت فتح محمد سیال صاحبؓ، حضرت درد صاحبؓ، حضرت ولی اللہ صاحبؓ، حضرت ظفر اللہ خان صاحبؓ، حضرت عبدالرحمٰن صاحبؓ، حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ۔اللہ کے فضل سے چاروں طرف صحابہؓ کے درمیان وقت گزرا۔ والدہ تھیں نہیں، والد صاحب سے کم ملنا ہوتا تھا، نانا جان خدمتِ دین میں مصروف رہتے۔اصل میں صحبت جو تھی وہ حضرت مصلح موعودؓ اور ان کے صحابہؓ کی تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی کسی نے کہا ہو کہ نماز پڑھو۔کبھی فجر کے وقت بھی کسی نے نہیں جگایا۔خود بخود اٹھتا اور ہر نماز مسجد میں پڑھتے تھے۔قادیان کی یہ عظیم الشان برکت تھی کہ میں حیران ہوتا ہوں کہ میں نے صبح کی نماز ہمیشہ مسجد میں پڑھنے کی توفیق پائی۔

4۔کوئی بچپن کا واقعہ؟

ج۔نماز کے متعلق یہ فیصلہ کرنا کہ میں اب کبھی نماز نہیں چھوڑوں گا، غالباً میں 10 یا 12 سال کا تھا، مغرب کا وقت تھا، مسجد مبارک بھری پڑی تھی، میں کھیل کے بعد نماز کے لئے آ رہا تھا، مسجد کے باہر جگہ ملی، حضرت مصلح موعودؓ کی اتنی پر اثر نمازیں ہوتی تھیں کہ اسی وقت نماز کے دوران میں نے فیصلہ کیا کہ اب ساری عمر نماز نہیں چھوڑوں گا۔ یہ کمال حضرت مصلح موعودؓ کا تھا۔ میں اس واقعہ کو فراموش نہیں کر سکتا۔

5۔وقف کا فیصلہ کب کیا؟

ج۔حضرت مصلح موعودؓ نے جب وقف کی تحریک کی اور میرے کانوں میں ان کی آواز پہنچی تو میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا، کسی نے مجھے نہیں کہا، میں نے خود فیصلہ کیا، کسی سے ذکر بھی نہیں کیا۔ جب حضور نے فرما دیا تو پوچھنے کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ پانچویں میں فارم بھرا، چھٹی میں بھرا، ساتویں میں بھرا۔ آٹھویں میں رزلٹ نکلا تو نانا جان خط لئے خوشی خوشی، کھلا چہرا، کہنے لگے تم نے وقف کر دیا۔اب تم واقفِ زندگی ہو، مدرسہ احمدیہ میں جانا ہے۔ کچھ رشتہ داروں نے کہا کہ یہ پڑھنے والا بچہ ہے اس کو پڑھاؤ۔ مگر میرے نزدیک صرف خلیفہ وقت کی بات کی اہمیت تھی جس کے آگے میں نے سر جھکا دیا۔

6۔وقف کے بعد پہلا دورہ؟

ج۔1955 میں حضور ؓ کے دورہ یورپ کے دوران ایک سویڈش لڑکا احمدی ہوا اور اس نے سویڈن میں مشن ہاؤس کھولنے کو کہا۔حضور نے واپس آ کے میرے بارے میں پوچھا۔ بتایا گیا کہ جامعہ کا آخری سال ہے۔حضور نے فرمایا فوراً سکینڈے نیویا کے لیئے روانہ ہو جاؤ۔اس زمانے میں

پاسپورٹ بنانا ایک بڑا مسئلہ ہوتا تھا۔6ماہ بنانے میں لگ گئے۔حضور کی نگرانی بڑی کڑی ہوتی تھی۔فرمایا، کیوں نہیں جا رہا؟ کہا کہ پاسپورٹ تو بن گیا مگر اب پیسے نہیں ہیں۔اس زمانے میں ٹکٹ خریدنے کے لئے گورنمنٹ سے اجازت لینی پڑتی تھی۔حضور نے فرمایا بحری جہاز سے بھیجو۔اس وقت کی مالی مشکلات کی وجہ سے حضور نے فرمایا۔آئندہ سے مبلغین کو 3 بچوں تک الاؤنس دیا جائے۔اب قانون اور ہے۔اسطرح میں سویڈن آ گیا۔

7۔شادی کس سے اور کب ہوئی؟

ج۔حضور نے رائے دی کہ ابھی شادی نہ کروں۔اس زمانے میں قانون تھا کہ غیر شادی شدہ مبلغ 3 سال کے لئے اور شادی شدہ 5 سال کے لیے بھیجے جاتے تھے۔مجھے 6 سال ہو گئے تھے۔مجھے واپس بلا لیا گیا۔1963 یا 1964 میں میری شادی ماموں کی بیٹی منیرہ سے ربوہ میں ہوئی۔

8۔شریکِ حیات کیسی ثابت ہوئی؟

ج۔اس وقت مالی تنگی کی وجہ سے مبلغین اکیلے باہر بھیجے جاتے تھے۔کئی کئی سال اپنے بیوی بچوں سے دور رہتے تھے۔میں اپنے جذبات بیلنس رکھتا تھا، بیوی سے کھل کے کبھی اظہار نہیں کیا تاکہ وہ اداس نہ ہو۔میری بیوی کا مجھ پہ یہ احسان ہے کہ اس نے مجھ سے ہر معاملہ میں تعاون کیا،کبھی گلہ شکوہ نہیں کیا، ہر حال میں راضی بہ رضا رہتی تھی۔انتہا کی مہمان نواز تھی اور ایک واقفِ زندگی کی بیوی کا حق ادا کیا۔1970 میں ادھر آئیں۔74 میں واپس ربوہ آئے۔ 75 میں پھر ادھر آ گئے۔پھر ادھر ہی رہے۔میرے اللہ کے فضل سے تین بچے ہیں۔دو بیٹے اور ایک بیٹی۔

9۔کن ممالک کے دورے کئے؟

ج۔سکنڈے نیوین کے علاوہ انڈونیشیا، سنگاپور، بینکاک، آئس لینڈ، رشیا وغیرہ۔

10۔کوئی ایمان افروز واقعہ؟

ج۔رشیا میں تبلیغ کرنے میں پابندی تھی۔جب میں رشیا گیا تو میرا سارا سامان چیک ہوا، سوائے اس بکس کے جس میں پمفلٹ تھے۔حیرت کی بات ہے وہ اس کی نظروں سے رہ گیا۔میں نے باہر جاتے ہی پمفلٹ بانٹنے شروع کر دیئے۔ادھر ایک پروفیسر سے جان پہچان ہوگئی۔اچھی دوستی ہوگئی۔میں نے اس سے کہا کہ کہیں تقریر کا انتظام کروا دو۔رشیا کی سیکیورٹی بہت ہی سخت تھی۔پروفیسر نے ایک institute میں تقریر رکھوا دی۔اس نے فون نمبر دیا کہ یہ آپ سے پوچھیں گے کہ یہ نمبر کیسے ملا۔آپ نے میرا نام نہیں لینا۔دوسرا وہ پوچھیں گے کیوں آنا چاہتے ہو تو تقریر کا نہ بتانا۔میں نے اللہ سے دعا کی اور فون کیا۔اس نے پوچھا یہ نمبر کدھر سے لیا۔میں نے کہا کہ میرے گائیڈ نے دیا ہے۔کہنے لگا کیوں آنا چاہتے ہو، کہا کہ میں islamic history کی لائبریری دیکھنا چاہتا ہوں۔یوں اللہ کے فضل سے پہلا مرحلہ طے پایا۔وہاں جا کے تقریر کی۔اللہ کا پیغام پہچانے کی توفیق پائی۔

telefhone directory سے نمبر لیئے اور رابطہ کی کوشش کی کہ کوئی مل جائے جس تک پیغامِ حق پہنچ جائے۔خیر سب کے نمبر ڈائیری میں لکھے۔جب واپس آ رہا تھا تو پھر سارا کنٹرول ہوا۔اس نے ڈائری کھول لی۔میں دعاؤں میں لگ گیا۔اس نے ہر صفحہ دیکھا سوائے اس کے جس میں سب کے نام لکھے تھے۔یہ اللہ کی غیر معمولی شان تھی ورنہ ان سب کی شامت

آجاتی۔

11۔سکینڈے نیوین میں آمد کب ہوئی؟

ج۔14جون1956میں چوھدری ظفراللہ خان صاحب کے ساتھ Gotemberg آئے تھے۔یہ سکینڈے نیویا کا پہلامشن ہاؤس تھا۔

.12۔ناروے میں کب تشریف لائے؟

ج۔مجھے تاریخیں اورسن اتنے یادنہیں رہتے۔1958میں ناروے آئے تھے۔

13۔رہائش کے مسائل اورلوگ کیسے تھے؟

ج۔جماعت سے ایک کمرے کی رہائش کے پیسے ملتے تھے۔اس وقت مکانیت کم تھی،6ماہ لگے مجھے ایک کمرہ ملنے میں۔کبھی ہوٹل کبھی کسی ادارے میں رہ کے دن گزارے۔لوگ اچھے اورسادہ تھے۔حیاءدار تھے،دنیا سے رابطہ نہیں تھا،پرامن اورسنجیدہ لوگ تھے۔

14۔پہلی بیعت؟

ج۔سویڈن میں محموداَرکسن اورناروے میں نوراحمد بولستاد پہلے احمدی تھے۔

15۔نورمسجد سے متعلق معلومات؟

ج۔یہ مکرم مولانامنیرالدین احمد صاحب سابق مبلغ سویڈن کا کارنامہ ہے۔اوسلوشہرمیں توزمیں نہ مل سکی۔ایک عمارت بک رہی تھی،یہ کسی وقت بلغاریہ کی ایمبیسی تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے عمارت خریدلی۔اس کی رقم حضور نے صدسالہ جوبلی فنڈ سے اداکی۔حضورنے1980ءمیں افتتاح فرمایا۔

16۔جماعتی خدمات؟

ج۔وقفِ زندگی،نائب وکیل التبشیر ربوہ میں کئی سال رہا،74میں خلیفہ الثالثؒ کی انگریزی ڈاک کاانچارج رہا،امیر سویڈن وناروے،ماتحت معلم۔اس وقت قضاء بورڈ کےصدر کےطور پہ خدمت کی توفیق پارہاہوں۔

17۔آپ ریٹائرکب ہوئے؟

ج۔غالباً1998ءمیں ہواہوں۔

18۔بیعتیں کتنی کروائیں؟

ج۔اللہ کےفضل سےتوفیق ملتی رہی ہے۔سویڈن کی مسجد کے افتتاح کے موقع پہ40ڈینش اور30.40کےقریب یوگو سلاویہ اورسویڈش تھے۔مسجدنورمیں8.10تھے۔نورصاحب بھی3دوست احمدی ہوئے تھے،مگرنورصاحب ثابت قدم رہے۔

19۔والدین اورنوجوان نسل کوکیانصیحت کریں گے؟

ج۔بنیادی طورپہ جوان ہونے سے پہلے ہی کی تربیت کام آتی ہے۔جن ماں باپ نے بچوں کونماز کی عادت ڈال دی،ان کا مستقبل محفوظ ہے۔یہ بنیادی چیزہے۔جسےنماز کی عادت پڑگئی وہ ہرنصیحت قبول کرلیتاہے۔جونمازنہیں پڑھتاجتنابھی صاحبِ علم ہو،اسے اپنی مرضی کےخلاف بات قبول کرنابہت مشکل لگتا ہے۔بنیادی چیزنمازہے۔والدین نماز کی عادت ڈال دیں اور اس کے نتیجے میں بچوں کولذت آنے لگےاوروہ نمازکےبغیررہ نہ سکےتوپھراس پہ ہرنصیحت اثرکرتی ہے۔بظاہرمعلوم ہوتاہے کہ بچہ یابچی سن نہیں رہے،مگربعدمیں اس کااثرضرورظاہرہوتا ہے۔

بعض نصیحتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ مجھے ایک کراچی کے صاحب ملے، کہنے لگے کہ حضرت مصلح موعودؓ جوان سے عہد لیا کرتے تھے کہ میں سال میں ایک احمدی ضرور کروں گا۔ وہ خود نو مبائع تھے مگر ان کے ذریعہ بہت احمدی ہوئے۔ کہنے لگے کہ مسجد میں ایک انگریز آیا۔ میں نے اس سے انگلش میں بات کرنی شروع کر دی۔ پھر علم ہوا کہ انگریز نہیں ہے، گورا چٹا ہونے کی وجہ سے لگ رہا تھا۔ میں نے اسے تبلیغ شروع کی تو کہنے لگا کہ تبلیغ کا مسئلہ نہیں میں تو بیعت کرنے آیا ہوں۔

اس نے بتایا کہ میں شپ کا کیپٹن تھا، شپ میں ایک احمدی ملا، اس نے مجھے اسلامی اصول کی فلاسفی کتاب پڑھنے کو دی۔ میں نے ان سے کتاب لے کے کہا کہ ابھی تو میرے پاس وقت نہیں، جب وقت ہوگا تو پڑھ لوں گا۔ اس نے کہا کہ 20 سال بعد میں ریٹائر ہوا اور اس کتاب کو پڑھا اور کہنے لگا میں نے احمدی ہونا ہے۔ گویا اس احمدی کی نصیحت دیکھنے میں لگا کہ ضائع ہوگئی، مگر ایسا نہیں ہوا۔

بعض دفعہ انسان گھبرا جاتا ہے اور بچوں سے بدظنی کرتا ہے کہ یہ تو مانتا ہی نہیں، سنتا ہی نہیں، پھر لوگوں کو بھی بتانا شروع کر دیں گے کہ یہ تو ایسا ہے۔ اس طرح بچوں کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ حسنِ ظن قائم رکھیں، اس میں سستی نہ دکھائیں۔ اگر بچوں پہ حسنِ ظن ظاہر کر دیں تو نصیحت جلدی اثر کرتی ہے۔ نصیحت کے متعلق اللہ کا وعدہ ہے کہ ضائع نہیں ہوتی۔ الا ماشاء اللہ

20۔ کوئی خاص دعا جو پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے؟

ج۔ دعا کی طرف تو ہر وقت توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں۔ ایک دعا جو بہت آسان ہے اور میرے نزدیک بنیاد ہے۔ وہ ہے : اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوحِ الْقُدُسِ، بس اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِسْلَامِ بِرُوحِ الْقُدُسِ۔

ترجمہ۔ اے اللہ! ہمارے پیارے امام کی روح القدس سے تائید و نصرت فرما۔ اے اللہ ہمارے اسلام کی روح القدس سے تائید و نصرت فرما۔

اس سے خلیفہ وقت سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر خلافت سے آپ جڑ گئے تو ہر کام آسان ہو جائے گا۔ ان کے حکموں پہ عمل، دعائیہ خط، توجہ، ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

شانِ احمدؐ عربی

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاءؑ مگر بخُدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا
میرا بُستاں کلامِ احمدؐ ہے

(از درثمین صفحہ ۵۸)

لجنات حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جزاکم اللہ

دورہ سنگاپور وآسٹریلیا کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ نو اور واقفاتِ نو کو نصائح فرمائیں اور انہیں سوالات کے جواب عطا فرمائے۔

مبشرہ حامد مجلس درامن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے واقفات نو سے دریافت فرمایا کہ "وقف نو" کیا ہے؟

بعدازاں حضور انور نے بتایا کہ یہ ایک عہد ہے، ایک وعدہ ہے جو آپ نے کیا ہے اور اپنے آپ کو جماعت کی خدمت کے لئے پیش کیا ہے۔ یہ محض کوئی ٹائٹل نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے واقفات نو بچیوں کو ہدایت فرمائی کہ سال میں ہر بچی کم از کم چار پانچ خط حضور انور کی خدمت میں ضرور لکھے جو بچی بڑی باقاعدگی کے ساتھ یہ خط لکھے گی تو حضور انور اپنے دستخطوں سے اس کے خط کا جواب بھجوائیں گے۔

ایک واقفہ نے سوال کیا کہ جب واقفین نو بچے اور بچیاں بڑے ہوجائیں اور ان کی شادی ہوجائیں تو کیا ان کے لئے ضروری ہے کہ شادی کے بعد اپنی ہونے والی اولاد کو بھی وقف کریں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ لازمی نہیں ہے اور کوئی ایسی پابندی نہیں ہے کہ یہ اپنے بچے بھی وقف نو سکیم میں پیش کریں۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ اگر کسی وقف نو کے والدین کا جماعت سے اخراج ہوا ہو تو اس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ اب ان کے بچے بھی وقف نو سکیم سے فارغ ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بالکل ایسا ہی ہے۔ وہ والدین جنہوں نے خود اپنا اچھا نمونہ پیش نہیں کیا تو وہ کس طرح اپنے بچوں کی ایک اچھے احمدی کے طور پر تربیت کر سکتے ہیں۔ ان کے بچے کس طرح ایک اچھے بہتر ماحول میں پروان چڑھیں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر والدین کو معافی مل جائے تو پھر ان کے واقف نو بچے دوبارہ وقف میں آنے کے لئے حضور انور کو لکھ سکتے ہیں۔ پھر اس بارہ میں حضور انور فیصلہ فرمائیں گے کہ ان کو دوبارہ شامل کرنا ہے یا نہیں۔

.....کیا ایک واقفہ نو بچی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک واقف نو سے ہی شادی کرے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ضروری نہیں لیکن خفیہ طور پر کوئی شادی نہیں ہونی چاہیئے۔ واقف نو بچیاں کسی بھی احمدی لڑکے سے شادی کر سکتی ہیں لیکن لڑکا اچھے کردار کا ہونا چاہیئے اور اس شادی کے بعد بھی آپ واقفین کی طرح ہی خدمت کریں گی۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہم کس عمر میں یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے وقف نو سکیم کے تحت اپنا وقف جاری رکھنا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب آپ پندرہ سال کی عمر کو پہنچیں تو اپنا وقف فارم پُر کریں اور اپنے سیکرٹری وقف نو کی وساطت سے مرکز کو بھجوائیں اور جب آپ تعلیم مکمل کر کے فارغ ہوتی ہیں تو پھر بھی اپنے وقف کا عہد کریں اور سینٹر کو مطلع

کریں۔

۞ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ ہم خواتین سے ہاتھ نہیں ملاتے لیکن اگر کسی پروگرام میں کوئی خاتون اچانک ہاتھ آگے کردے تو کیا کیا جائے؟

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: پروگراموں سے پہلے واقفیت ہوتی ہے تبھی تو ان کو مدعو کیا جاتا ہے تو پہلے بتا دینا چاہئیے کہ ہم ہاتھ نہیں ملاتے۔ حضور انور نے فرمایا: میں جہاں بھی جاتا ہوں انتظامیہ کو توجہ دلا دیتا ہوں کہ ادب کے ساتھ بتا دیں کہ ہاتھ نہیں ملانا۔ چنانچہ اس طرح ہر ایک کو علم ہوتا ہے کہ ہاتھ نہیں ملانا۔ اس لئے پہلے ہی بتا دینا چاہیے تا کہ بعد میں جب کوئی عورت اپنا ہاتھ سلام کے لئے آگے کردے تو پھر شرمندگی نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی انتہائی مجبوری کی صورت آجائے، خاتون کو بھی علم نہ ہو اور وہ اپنا ہاتھ آگے کر دے تو ایسی کیفیت میں دوسرے کو شرمندگی سے بچانے کے لئے آپ سلام کرلیں۔ مجبوری ہے۔

۞ایک نوجوان نے سوال کیا کہ تعلیم کے حصول کے لئے ہم نے جو یونیورسٹی کا قرض حاصل کیا ہوا ہے کیا جماعت کی خدمت میں آنے سے قبل اس قرض کے اتارنے کی اجازت ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہر کیس کا ذاتی طور پر فیصلہ ہوگا۔ اس لئے آپ لکھ کر دیں۔ اگر جماعت کو خدمت کی ضرورت ہوگی تو پھر جماعت قرض اتارنے کی ذمہ داری لے گی اور اگر ضرورت نہیں ہوگی تو پھر آپ کو کہا جائے گا کہ اپنی jobb کرو اور قرض اتارو۔

۞ایک بچی کے اس سوال پر کہ خلیفہ کیسے منتخب ہوتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا: خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک الیکٹورل کالج ہے جو کہ خلیفہ منتخب کرتا ہے۔ اس الیکٹورل کالج میں نیشنل امراء، مربیان کی مخصوص شرح، ربوہ کے مرکزی اداروں کے کلیدی ممبران یعنی تحریک جدید کے اور انجمن کے اور پہلے یہ ہوتا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صحابہ کرامؓ کے پہلے بیٹے مگر اب کوئی رہا نہیں ہے۔ یہ الیکٹرول کالج خلیفہ کا انتخاب کرتا ہے۔ کچھ نام پیش کئے جاتے ہیں اور یہ سب بند دروازوں کے پیچھے ہوتا ہے۔ مَیں عام طور پر جرنلسٹوں کو اس کا جواب اس طرح دیتا ہوں کہ یہ الیکشن ایسے ہی ہے جیسے پوپ کا انتخاب ہوتا ہے لیکن دھوئیں کے بغیر۔ پھر جس کو زیادہ ووٹ ملتے ہیں وہ اس الیکٹورل کالج کی طرف سے خلیفہ منتخب کرلیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ نام صرف وہاں موجود افراد میں سے کسی کا پیش ہو یا اسی الیکشن کی کمیٹی سے، بلکہ خلیفہ باہر سے بھی منتخب ہوسکتا ہے بعد میں اس کو منظر عام پر لایا جاسکتا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے بھی نہیں معلوم تھا کہ میرا نام خلیفہ کے لئے پیش ہوا ہے اور مَیں خلیفہ منتخب ہوگیا ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۳ء صفحہ ۱۱ اور ۱۵ نومبر ۲۰۱۳ء صفحہ ۹، ۱۱)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

حاشیے کے اوپر دیئے گئے اشعار

درِثمین، کلامِ محمود اور کلامِ طاہر سے لئے گئے ہیں

رپورٹ تیسری علمی ریلی ناصرات الاحمدیہ ناروے

بعنوان خلافت احمدیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ امسال ناصرات الاحمدیہ کی تیسری علمی ریلی منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ علمی ریلی کا عنوان **"خلافت احمدیہ"** رکھا گیا۔ اس موضوع کی مناسبت سے نصاب پہلے ہی بنا کر مجالس میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ جس میں خلفاء احمدیت کے ادوار کو سالوں کے حساب سے مجالس میں بانٹا گیا نیز علمی ریلی سے قبل پروگرام بنا کر مجالس میں بھجوایا گیا۔

یکم فروری کو منعقد ہونے والی اس علمی ریلی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ جس کے بعد نظم اور عہد نامہ دہرایا گیا۔ نیشنل صدر صاحبہ نے دعا کروائی جس کے بعد مقابلہ جات کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ پہلا مقابلہ ڈاکومنٹری کا رکھا گیا جس میں خلافت احمدیہ پر مبنی 10 منٹ کی ڈاکومنٹری نارویجن میں دکھائی گئی۔ بعد ازاں اس ڈاکومنٹری کے حوالے سے ایک سوالنامہ تیار کیا گیا تھا جو ناصرات معیار اول اور دوئم سے حل کروایا گیا۔

دوسرا مقابلہ فی البدیہہ تقریر رکھا گیا جس میں خلفاء احمدیت کی تحریکات اور انکے کارناموں پر ناصرات نے روشنی ڈالی۔ یہ مقابلہ تینوں معیاروں کا الگ الگ ہوا۔ ناصرات نے اس میں شوق کے ساتھ حصہ لیا۔ امسال شوریٰ کی سفارشات کے مطابق کہ اُردو سیکھنے کی طرف خاص توجہ دلائی جائے۔ علمی ریلی کے موقع پر بھی اُردو کا ایک مقابلہ رکھا گیا۔ جس میں حروف تہجی اور آسان سوالات کا پرچہ ناصرات سے حل کروایا گیا۔ نیز ناصرات معیار سوئم کا ڈرائنگ کا مقابلہ بھی رکھا گیا۔ جس میں انہوں نے خانہ کعبہ، منارۃ المسیح یا لجنہ کے جھنڈے میں سے کوئی سی ایک تصویر بنانی تھی۔ اس مقابلہ میں ناصرات نے کافی دلچسپی دکھائی۔

نماز اور کھانے کے وقفہ کے بعد مجالس کی پریزنٹیشن کا مقابلہ شروع ہوا۔ جس میں ہر مجلس کو بالترتیب خلفاء احمدیت کے دورہ خلافت کے دس سال تقسیم کئے گئے تھے جن پر انہوں نے چار منٹ کی پریزینٹیشن تیار کر کے علمی ریلی پر پیش کرنی تھی۔ 10 مجالس نے اس مقابلہ میں حصہ لیا اور ماشاء اللہ سب نے بہت محنت سے اچھا کام کیا ہوا تھا۔ آخر میں ناصرات معیار سوئم کی بیت بازی کا مقابلہ اتنا دلچسپ اور پُر لطف تھا کہ سارے دن کی تھکان دور ہوگئی اور اسی کے ساتھ ہی ہمارے مقابلہ جات کا اختتام ہوا۔

تقریب تقسیمِ انعامات میں ناصرات کو علمی ریلی اور ماہ جنوری میں منعقد ہونے والے حفظ قرآن کے مقابلہ کے انعامات تقسیم کئے گئے۔ آخر میں نیشنل صدر صاحبہ کے خطاب اور دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام حصہ لینے والی ناصرات اور ان کی والدات کو جزا دے اور دین و دنیا کے علم میں ترقی دیتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

پکوان:

چکن سینڈوچ

اشیاء

چکن بریسٹ	دو عدد
نمک	حسب ذائقہ
ڈبل روٹی	وائٹ بریڈ بڑے سائز والی
اجینوموتو	دو کھانے کے چمچ
انڈے	دو عدد (سخت ابال لیں اور میش کر لیں)
کٹی کالی مرچ	حسب ذائقہ
کھیرا	ایک عدد (کدوکش کر کے پانی نچوڑ لیں)
مایونیز	ایک پیکٹ
بند گوبھی	100 گرام (ایک کپ باریک چکور ٹکڑوں میں کاٹ لیں)
سویا سوس	دو کھانے کے چمچ

ترکیب: چکن بریسٹ میں نمک، اجینوموتو اور ایک کھانے کا چمچ کالی مرچ شامل کر کے ہلکی آنچ پر پکا لیں۔ جب چکن گولڈن براؤن ہو جائے تو گرینڈر میں ڈال کر موٹا پیس لیں۔ پھر اس میں ابلے ہوئے انڈے، کھیرا، بند گوبھی شامل کر کے اچھی طرح مکس کر لیں۔ پھر اس آمیزے میں اتنی مایونیز شامل کریں کہ سارا آمیزہ مایونیز سے کور ہو جائے سب سے آخر میں کالی مرچ اور ایک کھانے کا چمچ اجینوموتو اور حسب ضرورت نمک شامل کریں۔ بریڈ کے کنارے کاٹ کر ایک ایک سلائس کے اوپر تیار کیا ہوا سینڈوچ کا آمیزہ لگائیں سلائس کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر آہستہ سے دبائیں اور تیز چھری کے ساتھ تکون شیپ میں کاٹ لیں۔ مزیدار چکن سینڈوچز تیار ہیں۔ انہیں آپ تین سے چار دن تک فریج میں رکھ کر استعمال کر سکتی ہیں۔

شمسہ خالد (مجلس کلوفتہ)

گاجر کا مربہ

ترکیب:

ایک کلو گاجر درمیانی سائز چھیل لیں۔ ڈیڑھ کلو پانی ابلنے کو رکھیں۔ اس میں گاجر ڈالیں۔ تین جوش آجائیں تو گاجر نکال کر کسی برتن یا چھلنی میں رکھ کر اس پر چھری سے کٹ لگائیں، پھر انہیں کسی اسٹین لیس اسٹیل کی دیگچی میں رکھیں اور دو کلو چینی ڈال کر لت پت کر کے ڈھانک دیں۔ اگلے روز چینی کا شیرہ بن جائے گا اسے ہلکی آنچ پر پکائیں گاڑھا ہونے پر اتار لیں۔ ٹھنڈا ہونے پر پیسی ہوئی ٹاٹری دو چٹکی ملا دیں۔ مربہ تیار ہے۔ یہ مربہ اعصابی تھکن اور کمزوری کے لیے انتہائی مفید ہے۔

انعم نعیم مجلس النور

املی کی چٹنی

اشیاء:-

املی: ایک پیکٹ گودے والی

گڑ یا چینی: گڑ ایک ڈھیلا یا چینی 250 گرام

اجوائن: چائے کا ایک چمچ **دار چینی:** ایک ٹکڑا

خشک دھنیا: ایک کھانے والا چمچ **زیرہ:** ایک کھانے والا چمچ

چاٹ مصالحہ: دو چائے کے چمچ **نمک اور سرخ مرچ:** حسبِ ذائقہ

ترکیب:- املی کو رات بھر ایک لیٹر پانی میں بھگو دیں۔ ایک دیگچی پر چھلنی رکھ کر املی کو اچھی طرح مسل کر چھان لیں۔ ایک دوسری دیگچی میں ایک کپ پانی ڈال کر بقیہ تمام چیزیں ڈال کر دس منٹ تک پکائیں۔ پھر اسے املی کے پانی میں ڈال کر دو منٹ تک پکائیں۔ ٹھنڈا ہونے پر سموسے، دہی بھلے اور چاٹ کے ساتھ پیش کریں۔

گل رعنا انور (مجلس ہولملیا)

صحت کارنر:

لہسن کے فوائد

لہسن کے فوائدکو دیکھتے ہوئے اگر یہ سونے کے بھاؤ بھی ملے تو ضرور کھانا چاہئے۔

ا۔کان میں درد ہوتو تھوڑے سے کڑوے تیل یعنی سرسوں کے تیل میں لہسن جلا کر نیم گرم کان میں ڈالیں تو درد کو آرام آجاتا ہے۔اگر پھنسی ہوتو وہ بھی پھٹ جاتی ہے۔

۲۔لہسن خون کوصاف کرتا اور جراثیم کو ہلاک کرتا ہے۔

۳۔جن کا ہاضمہ خراب ہو وہ لہسن کی چٹنی بنا کر کھائیں تو معدہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

۴۔لہسن کے استعمال سے نسیں پھیل جاتی ہیں۔اس لیے بلڈ پریشر خودبخود کم ہوجاتا ہے۔

۵۔بال خورہ کی بیماری میں بھنوؤں اور مونچھوں کے بال گر جاتے ہیں۔ لہسن پیس کر سرمہ ملا کر لگائیں تو بال دوبارہ اگ آتے ہیں۔

۶۔لہسن بیماریوں سے بچاتا ہے۔خون کے دباؤ کو کم رکھتا ہے۔صبح نہار منہ ایک دو جوے کچا لہسن کھاتے رہنے سے دل کا مرض نہیں ہوتا۔

فارعہ انور لامبرشیٹر

گاجر انمول سبزی

امریکہ اور جاپان میں طویل عرصہ کی تحقیق کے بعد یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تازہ زرد اور سبز رنگ کی سبزیاں کھانے والے افراد میں کینسر کا رجحان بہت کم ہوتا ہے ان کے مقابلہ میں جو لوگ سبزیاں کم کھاتے ہیں ان ان کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔زرد سبزی میں گاجر ایک انمول سبزی ہے۔

گاجر کے فوائد۔

☆ چہرہ کو سرخ اور خوبصورت،جسم کو توانا اور آنکھوں کو روشن کرتی ہے۔

☆ گاجر کا رس پینے سے دماغ اور پٹھوں میں قوت آتی ہے۔

☆ اگر جلد خراب ہو رہی ہو تو گاجر شہد کے ساتھ کھایئے۔

☆ گاجر سے ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔

☆ معدے کو طاقت ملتی ہے۔

☆ فولادی جز کی وجہ سے خون پیدا ہوتا ہے۔

☆ گردے اور مثانہ کی پتھری میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ صبح سات بادام کھا کر ایک گلاس گاجر کا رس پینے سے دماغی کام کرنے والوں کو بہت طاقت ملتی ہے۔

☆ سردی زیادہ محسوس ہوتی ہو تو گاجر کھانے سے جسم میں حرارت اور توانائی آئے گی۔

☆ بلا آخر گاجر کو کینسر کے خلاف ایک موثر ہتھیار کی حیثیت سے تسلیم کرلیا ہے۔

طریقہ استعمال

☆ گاجر دھو کر بغیر چھیلے کھائیں۔ ☆اس کا رس نکالیں۔

☆ سلاد میں شامل کریں۔ ☆ابال کر کھائیں۔

☆ گجریلا پکائیں۔ ☆ گاجر کا حلوہ بنائیں۔

☆ گاجر کا اچار ڈالیں۔ ☆ گاجر مکس سبزی پکائیں۔

☆ بچوں کو ٹافیوں،چاکلیٹ کی بجائے گاجر کاٹ کر دیں۔اور دیگر مشروبات کی جگہ گاجر کا جوس پلائیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

میں پاسبان دماغ کی،عقل وشعور کی
نعمت جہاں میں ایک ہوں رب غفور کی
بلغم،دمہ،اسہال مثانے کے واسطے
گاجر شفا ہے اک زمانے کے واسطے

انعم نعیم بیت النور

یادرفتگان

ایک مثالی عورت محترمہ بشریٰ تبسم صاحبہ مرحومہ والدہ ناذیہ کنول

دورِجدید میں مثالی بیوی بننا بہت مشکل امر معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بعثت سے پہلے برصغیر میں عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا یعنی جب چاہو بدل دو۔اس زمانہ میں تعلیم عام نہیں تھی۔ جہالت کا دور دورہ تھا۔عورت بھی سمجھتی تھی کہ خاوند کیسا بھی ہو روٹی کپڑا لے کر زندگی گزارنی ہے مگر آج جب عورت کے حقوق عورت کو معلوم ہو چکے ہیں اور ان حقوق کو ہر لحاظ سے تحفظ بھی حاصل ہے۔ اس ماحول میں مثالی بیوی کا کردار ادا کرنا یعنی اپنے خاوند کے ساتھ ساری عمر وفاداری کے ساتھ گزارنا، اس کے بچوں اور اس کے مال کو امانت سمجھ کر حفاظت کرنا، اس کی غربت میں بھی ثابت قدم رہنا اور اس کا ساتھ دینا۔خاوند کی تنگی ترشی کے دن اپنے ہی دن سمجھنا ایسی عورت خاوند کے لئے جنت کی حور سے کم نہیں ہوتی۔

بشریٰ تبسّم جس کو میں نے 1960ء میں ڈاکٹر مرزا منوّر احمد صاحب مرحوم کے گھر دیکھا۔ یہ ایک دیہاتی خوبصورت نوجوان لڑکی تھی۔ 1963ء میں میرے والد صاحب نے میرا اس کے ساتھ نکاح کر دیا اور 1967ء میں میری شادی ہوگئی۔ میں نے سمجھا کہ عام دیہاتی لڑکی پلے پڑگئی ہے اب اس سے ہی گزارا کرنا پڑے گا مگر بعد میں مجھے پتہ چلا کہ وہ مجھ سے کہیں زیادہ اچھی سوچ رکھنے والی، وفادار، نیک سیرت اور دعا گو بیوی ہے۔

1968ء میں ہم ربوہ شفٹ ہو گئے۔ حالات اتنے اچھے نہیں تھے۔ تاہم پندرہ روپے ماہوار کرایہ پر مکان لے کر رہنے لگے۔ ہماری خوش قسمتی کہ وہ مکان بابو محمد بخش کا تھا۔محترم بابو بخش صاحب چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریکِ جدید کے والد محترم تھے جو صاحبِ کشف و الہام تھے ان کی صحبت، دعاؤں اور نصائح نے ہمیں بہت فائدہ پہنچایا۔ ہر مشکل کے وقت جب وہ ہمارے لئے دعا کرتے تو ایسے پوری ہو جاتی جیسے خدا دروازے کے پیچھے سن رہا ہو۔ وہیں خدا تعالیٰ نے ہمیں ناذیہ کنول بیٹی سے نوازا۔

1980ء تک ہمارے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ جب بھی بچوں کو کوئی تکلیف ہوتی یا کوئی گھریلو مسئلہ ہوتا تو فوراً بابو صاحب اور ان کی اہلیہ بے بے جی کو دعا کے لئے گھر جا کر کہتی اور خاندان حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے گھروں میں جا کر دعا کی درخواست کرتی۔ دعا پر دوا سے بھی زیادہ یقین تھا۔خود بھی دعائیں کرتی اور مجھے بھی ہمیشہ دعا کے لئے کہتی۔ صدقہ دینے میں ہمیشہ پیش پیش رہتی۔خود اتنی کفایت شعار اور قناعت پسند کہ شروع میں مجھے ایک دفعہ بازار سے سرخی پاؤڈر لانے کو کہا تو میں نے مذاق میں کہہ دیا کہ نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی۔اس دن کے بعد کبھی مجھ سے لپ سٹک کا مطالبہ نہیں کیا اور ساری زندگی لپ سٹک کے بغیر گزار دی۔

1980ء کی بات ہے مجھے کہنے لگی کہ مکان چھوٹا ہے دو کمرے اور بنوا لو۔ میں نے کہا ابھی گنجائش نہیں ہے۔ مجھے کہا کام شروع کر دیں میرے پاس 20 ہزار روپے ہیں۔ پوچھا وہ کہاں سے آئے ہیں کہنے لگی کہ ہم ماں بیٹی کو جو آپ روزانہ کا جیب خرچ دیتے تھے وہ ہم نے جمع کیا ہوا ہے۔اس سے مکان بنا لیں۔

صلہ رحمی کا اتنا شوق تھا کہ گاؤں سے کئی لڑکیوں کو بلا کر پاس رکھ کر پڑھایا۔فضول خرچی سے سخت نفرت اور غریبوں کی ہمدردی کا بے حد شوق تھا۔اپنے شریک کو بھی شریک کے طور پر نہ جانا بلکہ ہمیشہ نفرت کرنے والوں کے ساتھ بھی احسان کا سلوک کیا۔ باوجود موقع ملنے کے کبھی بدلہ لینے کا سوچا بھی نہ تھا۔

گھر کو چلانے کا طریقہ اور سلیقہ، رشتہ داروں سے لین دین نہایت اعلیٰ تھا اس معاملے میں مجھے بے فکری تھی۔ گھر میں اکثر مجھے باجماعت نماز

کے لئے یاد کرواتی۔ اگر کبھی مصروفیت کی وجہ سے نمازیں رہ جائیں تو سونے سے پہلے ضرور پڑھ کر سوتی تھی۔ گھر کے حالات کے بارہ میں کوئی مسئلہ ہوتا اسے پہلے خواب آجاتی اور مجھے ہوشیار کر دیتی۔ اس کی جس خواب پر عمل نہ ہوتا تو ہمیشہ مجھے نقصان ہوتا۔

اکثر و بیشتر سچّی خوابیں آتی تھیں۔ پنجگانہ نماز کے علاوہ تہجد گزار بھی تھی۔ چندہ کی ادائیگی میں کبھی دیر یا سستی نہ کرتی۔ لجنہ کا چندہ اور حصہ آمد سال بھر کا یکمشت ادا کر دیتی۔ خلیفہ وقت کی ہر تحریک میں حصہ لینے کی کوشش کرتی۔ نہایت سادہ رہنے کو ترجیح دیتی۔ گھر میں نئے کپڑوں کے انبار لگے ہوتے جو سب کے سب غریب پاکستان کے احمدیوں کو بھیج دیتی۔ جرمن میں ویزہ ملنے سے پہلے مجھے خواب سنائی جو نہایت مبارک خواب تھی۔ اس طرح ہوا کہ جج نے جاتے ہی عزت کے ساتھ بٹھایا چند سوالات کے بعد عدالت میں ہی کیس پاس ہونے کی خوشخبری سنا دی۔

خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ اکثر افرادِ خاندان سے ذاتی تعلق تھا بلکہ ان کی اولادیں جن کو دیکھا بھی نہیں تھا ان سے غائبانہ تعارف تھا وہ فون پر آواز پہچان کر نام بتا دیتی تھیں۔ پاکستان، انگلینڈ، امریکہ ہر ملک میں رابطے تھے۔ حضور انور کے دورہ جرمنی کے دوران بیگم صاحبہ سے ضرور ملاقات کرتی۔

آخری تین سالوں میں مجھے بار بار کہا کہ مجھے ناروے میں دفن کرنا۔ میں ہمیشہ کہتا تھا کہ قانون ملکی اجازت نہیں دیتا یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کا ہمیشہ اصرار رہا تھا کہ وہاں میری بیٹی رہتی ہے۔ مارچ 2012ء میں مجھے کہا کہ مجھے پاکستان میرے گھر لے چلو۔ ہم ربوہ چلے گئے۔ وہاں طبیعت خراب ہوگئی۔ علاج کے باوجود کمزوری دن بدن بڑھتی گئی یہاں تک کہ سفر کے قابل بھی نہ رہی پھر بھی کہا کہ مجھے کسی طرح ناروے پہنچا دو۔ اللہ تعالیٰ نے ناروے آنے کی آسانی پیدا کر دی۔ ایک ماہ ناروے ہسپتال میں گزارا۔ اس دوران بھی مجھے باجماعت نماز کے لئے کہتی اور متواتر قرآن سنتی۔ 18 جون کو نماز عشاء باجماعت ہمارے ساتھ ادا کی۔ پھر ساری رات درود شریف کا ورد کرتی رہی۔ میں نے پوچھا اب تم خدا کے پاس جانے والی ہو۔ کوئی پریشانی ہے۔ اشارے سے بتایا میں اپنے خدا پر راضی ہوں۔ پھر کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ کلمہ اور درود شریف پڑھتے ہوئے 19 جون 2012ء صبح تین بجے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ناروے میں دفن ہونے کی آخری خواہش بھی پوری کر دی۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل توجاں فدا کر

میری دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے فضل اور رحم کے ساتھ اُس کی مغفرت فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ العَظِیمِ
اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

(ڈاکٹر ناصر احمد خان)

× × × × × × × × ×

بقیہ اعلانات صفحہ 36:

☆۔ محترمہ لبنیٰ افتاب اپنی فیملی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔۔ خدا تعالیٰ صحت وتندرستی کی زندگی عطا کرے۔ آمین

☆۔ عزیزہ صباحت ورک اپنی پڑھائی میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔ محترمہ صفیہ زکریا اپنی اپنے میاں اور بچوں کی صحت کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔ مشعل مجید اپنی پڑھائی کے لئے اور شکیلہ مجید اپنی فیملی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔ محترمہ صائمہ بشارت اپنے لئے اور اپنے میاں کی صحت کے لئے درخواستدعا کرتی ہیں اور یہ کہ خدا تعالیٰ ان کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق دے۔

☆۔ محترمہ فہمیدہ مسعود اپنے لئے اور اپنی عاملہ کی صحت وتندرستی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں اور نیز ہم سب کو خدا تعالیٰ بہترین طریق پر کام کرنے کی توفیق دے۔

☆۔ محترمہ مائرہ انس اپنے لئے اور اپنی فیملی کی صحت وتندرستی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں اور اپنے بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔ محترمہ نوشابہ چوہدری اپنی فیملی کی صحت وتندرستی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں اور اپنے بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔ مکرمہ لبنیٰ کریم اپنے نواسوں کی اچھی صحت اور ان کے نیک اور خادمِ دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

دعائیہ اعلانات:

☆۔محترمہ سدرہ نواز کی بھانجی 18 جنوری کو پیدا ہوئی ہے، بچی کی صحت وسلامتی نیز اپنی بیٹی زارا نواز اور اپنی فیملی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔عزیزہ اقصیٰ ادریس اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پورا کرنے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔عزیزہ صالحہ مدثر اپنے لئے درخواست دعا کرتی ہیں کہ تبلیغ کا کام احسن طور پر انجام دے سکیں۔

☆۔محترمہ شہناز ادریس صاحبہ اپنی صحت اور اپنی فیملی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ عابدہ سلطانہ اپنے بیٹوں کی صحت وسلامتی، نیک وخادم دین ہونے اور پڑھائی میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں نیز اپنے والدین اور سسر کی صحت وسلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ نصرت ادریس اپنے شوہر اور اپنی صحت وتندرستی کے لئے نیز اپنے بچوں کی صحت وسلامتی اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ عابدہ سلطانہ اپنی عاملہ اور اپنے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ خدا سب کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین۔

☆۔مکرمہ ریحانہ متین صاحبہ اپنے پوتے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے۔ صحت والی زندگی عطا کرے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔

☆۔محترمہ ثوبیہ خان اپنے بیٹے دانیال احمد اور اسحاق احمد کے لئے خاص دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خادم دین بنائے۔

☆۔محترمہ امتہ الرّاؤوف مبارک اپنے نواسے ریان احمد تین سال اور پوتی علیزہ سنبل دو سال کے ہونے کی خوشی میں دعا کی درخواست کرتی ہیں خدا تعالیٰ ان کی عمر صحت میں برکت دے ،نیک صالح بنائے۔ آمین۔ نیز وہ اپنے بیٹے سیّد منصور شاہ جو آسٹریلیا پڑھنے گیا ہے۔اس کی نیک صحبت، کامیابی اور شر سے محفوظ رہنے کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔ خدا کے فضل سے تینوں وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہیں۔

☆۔محترمہ نصرت خواجہ اپنی، اپنے میاں اور اپنے بچوں کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ شمع راحیلہ اپنی صحت اور اپنے بچوں کی دینی ودنیوی کامیابیوں کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ طیبہ رضوان اپنے لئے اور اپنی فیملی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں اور اپنے بچوں کی دینی ودنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ آسیہ چوہدری اپنے بڑے بیٹے کی شادی اور مربی ہارون صاحب کی منگنی پر درخواست دعا کرتی ہیں کہ یہ دونوں رشتے ہر لحاظ سے دونوں خاندان کے لئے مبارک ہوں۔

☆۔فوزیہ میر اپنے بچوں کی صحت وسلامتی اور خادم دین ہونے کی درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ ماہ منیر اپنے لئے اور اپنی فیملی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔اور اپنے بچوں کی دینی ودنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں

☆۔محترمہ طیبہ منیر اپنی بیٹی اریج ظفر کی صحت یابی پر درخواست دعا کرتی ہیں کہ خدا اُن کو آئندہ پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔اور بچیوں کو صحت والی زندگی عطا ہو۔اور والدین کے لئے قرۃ العین بنیں۔

☆۔محترمہ صائمہ نصیر اپنی اور اپنے میاں کی صحت کے لئے اور بچوں کی دینی ودنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں کہ خدا ہر لحاظ سے اُن کو اپنے سایہ عافیت میں رکھے۔

☆۔محترمہ ناصرہ تبسم اپنے بچوں اور میاں کی صحت کے لئے اور بچوں کی پڑھائیوں میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔ثمینہ ظہور اپنی فیملی کی صحت اور بچوں کے خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ عصمت نصر اپنے بچوں کی صحت اور دینی ودنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ فہمیدہ مسعود اپنے بیٹے عبدالہادی کے پہلے سمیسٹر پر اچھے نمبروں سے کامیابی پر درخواست دعا کرتی ہیں۔کہ خدا تعالیٰ اس کے لئے آگے بھی آسانیاں کرے اور دینی علوم کو صحیح معنوں میں سیکھنے کی توفیق دے۔اور دوسرے بیٹوں کو بھی خادم دین بنائے۔

☆۔محترمہ سعدیہ احمد اپنی صحت کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کی مشکلات سے محفوظ رکھے اور دلی مرادیں پوری کرے۔

☆۔محترمہ منصورہ نصیر اپنے شوہر کی صحت وسلامتی والی فعّال لمبی زندگی کیلئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ شگفتہ رحمان صاحبہ اپنی بیٹی صبیحہ رحمان کی شادی طے ہو پانے کی خوشی میں دعا کی درخواست کرتی ہیں۔اللہ تعالیٰ عزیزہ کا رشتہ مبارک کرے۔اور خوشیوں بھری زندگی گزارنے والا جوڑا ثابت ہو۔آمین اپنی دوسری بیٹی فاتحہ رحمان کی صحت اور تعلیم کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ عطیہ رفعت صاحبہ اپنی فیملی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔نیز میاں کی صحت یابی کے لئے خاص دعا کہ اللہ انھیں صحت والی لمبی عمر دے آمین

☆۔محترمہ امتہ اسلام عقیل صاحبہ اپنے، اپنے بچوں اور میاں کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں اللہ انھیں خوشیوں والی زندگی عطا کرے آمین

☆۔محترمہ آمنہ وارث صاحبہ اپنی فیملی اور نواسے نواسی کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔اللہ انھیں ہر غم سے دور رکھے اور خوشیوں والی زندگی دے۔آمین

(بقیہ دعائیہ اعلانات صفحہ 35 پر)

پیاری ناصرات!!

امید ہے آپ خیریت سے ہونگی اور خوب دل لگا کر پڑھائی کر رہی ہونگی۔اس کے ساتھ ساتھ اپنی عبادات اور خاص طور پر نماز کا بہت خیال رکھ رہی ہونگی۔کیونکہ یہ جنت کی کنجی ہے۔ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز بھی اس طرف بہت توجہ دلا رہے ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ:

میں نے بعض دفعہ ملاقاتوں میں جائزہ لیا ہے کہ نمازوں کی طرف باقاعدگی سے متعلق پوچھو کہ توجہ ہے کہ نہیں تو اکثر یہ جواب ہوتا ہے کہ کوشش کرتے ہیں یا پھر گول مول جواب دے دیتے ہیں۔حالانکہ نمازوں کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز کو قائم کرو! باجماعت ادا کرو۔اور نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرو۔جیسا کہ فرمایا!!

(سورۃ النساء 104)

یقیناً نماز مومنوں پر وقت مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے

پس ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہیے اور انہیں وقت پر ادا کرنا چاہیے۔اگر اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت میں لے کر آنا ہے، اگر توحید کو قائم کرنے کا دعویٰ کرنے والا بننا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے ہونگے۔اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہوگی، کاموں کے عذر کی وجہ سے دوپہر کی یا ظہر کی نماز اگر آپ چھوڑتے ہیں تو نمازوں کی حفاظت کرنے والے نہیں بن سکتے۔

بلکہ خدا کے مقابلہ میں اپنے کاموں کو، اپنے کاروباروں کو اپنی حفاظت کرنے والا سمجھتے ہیں۔اور اگر فجر کی نماز تم نیند کی وجہ سے وقت پر ادا نہیں کر رہے تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور ہم اس کے آگے جھکنے والے ہیں۔اسی طرح کوئی بھی دوسری نماز اگر عادتاً یا کسی جائز عذر کے بغیر وقت پر ادا نہیں ہو رہی تو وہی تمھارے خلاف گواہی دینے والی ہے کہ تمھارا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم خدا کا خوف رکھنے والے ہیں لیکن عمل اس کے برعکس ہے اور جب یہ نمازوں میں بے توجہگی اسی طرح قائم رہے گی اور نمازوں کی حفاظت کا خیال نہیں رکھا جائے گا تو پھر یہ رونا بھی نہیں رونا چاہیے۔کہ خدا ہماری دعائیں نہیں سنتا۔ (الفضل انٹرنیشنل 8 تا 14 جولائی 2005)

پس پیاری بچیوں خلیفہ وقت کے ارشاد کے بعد اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور ہمارے پیارے امام نے جو امیدیں ہم سے لگائیں ہیں ہم ان پر پورا اتریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔آمین

صفات الٰہی

اَلرَّافِعُ۔ ar- rafi'

بلند کرنے والا۔وہ جو بلندیاں عطا کرتا ہے

اس ماہ کا پیغام

صبح سویرے اٹھا کرو

اس میں بہت ثواب ہے اور رات کو جلدی سویا کریں۔

جواب دماغی ورزش: 3۔شیروں کے پنجرے میں جانے کا کیونکہ ایک سال کے بھوکے پیاسے شیر یقیناً مر چکے ہیں۔

دماغی ورزش

ایک قاتل کو سہولت دی گئی کہ وہ سزائے موت چار طریق میں سے جس طرح چاہے قبول کر لے۔

آپ کے خیال میں وہ کیا طریق اختیار کرے گا؟

1) وہ بھڑکتی ہوئی آگ کے تندور میں چھلانگ لگا دے جو چند لمحوں میں اسے بھسم کر کے راکھ بنا دے۔

2) اس جگہ چلا جائے جہاں مسلح سپاہی گھات لگائے بیٹھے ہیں اور وہ کسی بھی وقت ایک ہی گولی سے اس کا کام تمام کر دیں گے۔

3) وہ اس جنگل میں چھلانگ لگا دے جس میں ایک سال کے بھوکے پیاسے شیر بند کیے ہوئے ہیں

4) وہ کسی ریل کی پٹری پر لیٹ جائے اور جب ٹرین گزرے تو آناً فاناً اس کے چیتھڑے اُڑا دے۔

سبزیوں کے نام تلاش کریں

1۔عبدالمالک دوسرے شہر میں رہتا ہے۔

2۔آپا لکڑی کی کرسی پر بیٹھی ہے۔

3۔عاصم ٹریکٹر چلا رہا ہے۔

4۔وہ لاہور جائے گا، جرسی لائے گا۔

جواب: 1۔کدو 2۔پالک 3۔مٹر 4۔گاجر

☆ شوریٰ کی تجاویز کے سلسلہ میں کیا آپ کے گھر میں اُردو زبان کے فروغ کے لئے کوشش ہو رہی ہے؟

کیا آپ جانتے ہیں

- صحراؤں کی سرزمین افریقہ کو کہا جاتا ہے
- سعودی عرب وہ ملک ہے جس میں دریا نہیں
- افغانستان وہ ملک ہے جہاں ریل گاڑی نہیں
- جاپان کو چڑھتے سورج کی زمین کہا جاتا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہنسئیے ہنسائیے

دو دوست جنگل میں گھوم رہے تھے کہ اچانک شیر نکل آیا، ایک دوست جھٹ سے درخت پر چڑھ گیا، دوسرا سانس روک کر درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ شیر قریب آیا اور بولا، نہ پتر نہ یہاں پر زبیدہ آپا کے ٹوٹکے نہیں چلتے۔

استاد۔ اگر دنیا میں پانی نہ ہوتا

شاگرد۔ تو دودھ خالص ہوتا

خلیفہ وقت کا وجود ساری جماعت کیلئے سعادت اور برکتوں کا خزانہ ہے۔

☆ کیا آپ نے اس ماہ پیارے حضور کو دعا کے لئے خط لکھا؟

کر۔ نہ کر

- تو علم کو عمل کرنے کیلئے سیکھ یا دوسروں کو سکھانے کیلئے
- تو جو علم تیرے حالات کے مطابق مفید نہ ہو یا ضرر رساں ہو اسے نہ سیکھ
- تو بلند آواز سے مطالعہ کی عادت نہ ڈال
- تو اپنا علم بڑھانے کیلئے اخبارات اور رسالے باقاعدہ اپنے مطالعہ میں رکھا کر

Oppskrift

Havrekjeks

Fatima Akhtar

Dette trenger du:

50 gram smør
6 dl lettkokt havregryn
2 ss hvetemel
2 ts bakepulver
3 dl sukker
2 egg

Slik gjør du:

1) Smelt smøret og tilsett havregrynet. La blandingen hvile i 30min.
2) Tilsett eggene.
3) Bland først hvetemel, bakepulver og sukker, før du tilsetter dette til røren.
4) Bruk en skje og legg klatter av røren på stekebrettet, dekket av bakepapir.

Det må være plass mellom klattene, kjeksene flyter ut. Stek i ca. 10 minutter ved 180 grader.
Følg godt med, det går fort!

Barnesiden

Vitser ☺ (av Lubna Anas)

1. Hvor smaker sjokolade best?

2. Hvor langt inn i skogen kan mann gå?

3. Hvorfor må man gå til bords?

Kan du telle hvor mange sommerfugler det er på bildet?

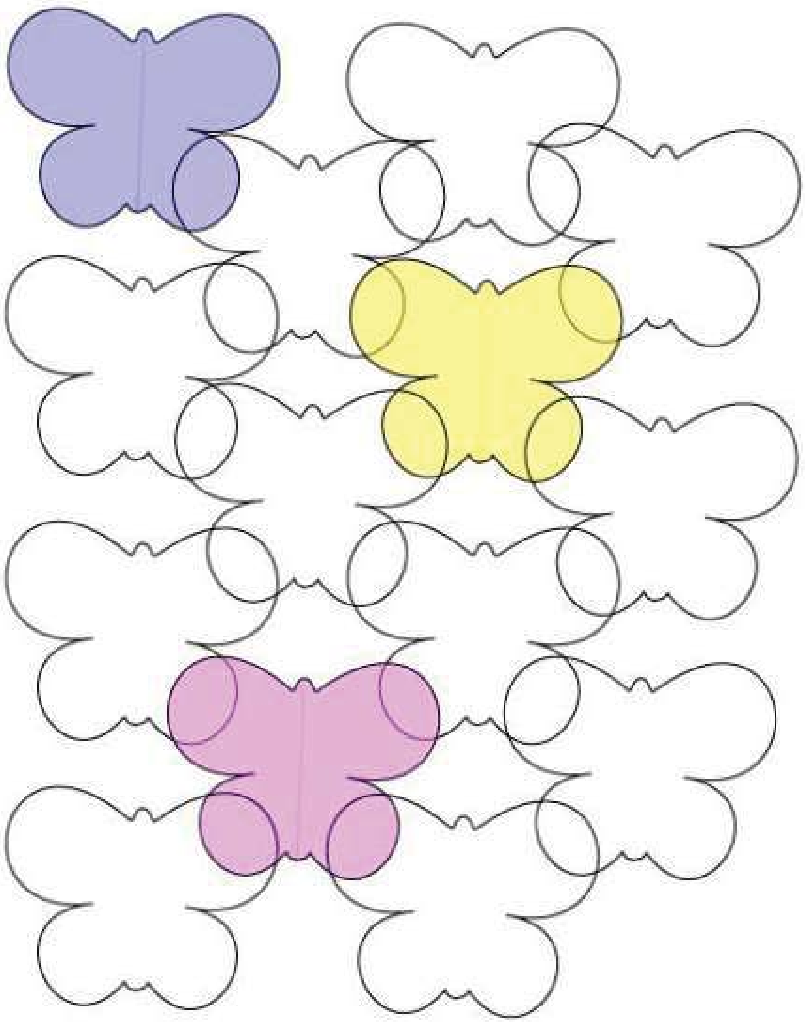

Hjerte og karsykdommer

Rabia Huma Qaisrani

Hjerte og karsykdommer er en samle betegnelse på sykdommer som kan oppstå i hjertet og i blodårer. Disse sykdommer kan man få i arv eller utvikle med alderen.

Hjerte- og karsykdommer skyldes at det dannes belegg på innsiden av blodårene spesielt i hjertet, hjernen og bena. Dette belegget blir kalt for aterosklerose og blir dannet av fett, kolesterol og betennelsesceller. Når aterosklerosen blir dannet i blodårene blir der trangere, og blodgjennomstrømningen tregere. Dette fører til at cellene får dårligere tilførsel av oksygen og næringsstoffer.
Noen ganger løsner biter av belegget i åren og følger med blodet. Når blodet fordeles til tynnere årer kan denne biten tette åren helt. Da har vi en blodpropp. Cellene som skulle fått blod fra åren som er tettet, vil dø dersom blodforsyningen ikke blir gjenopprettet. Hvilken sykdom du får er avhengig av hvor i kroppen denne proppen er blitt dannet.

Hjerte og karsykdommer er arvelige sykdommer men andre faktorer ved livsstilen vår spiller også inn. De viktigste faktorene som kan gi økt risiko er:

- kosthold med mye fett og sukker
- for mye mettet fett og for lite umettet fett
- overvektighet
- lite fysisk aktivitet
- alder
- stort alkoholinntak
- røyking
- stress

Til tross for at man har sett på hjerte og karsykdommer som typiske mannssykdommer, er det flere kvinner som dør av disse sykdommene. Dette er fordi menn ofte får klassiske symptomer på at de er i risikosonen, som brystsmerter ved anstrengelser, mens tegnene hos kvinner er mer diffuse. Symptomer som ryggsmerter, magesmerter, kjevesmerter, tungpust, kvalme og oppkast er vanlige blant kvinner som lever i risikosonen, og siden dette lett kan være tegn på andre plager også blir de ofte oversett.

Når en muslimsk jente foretrekker å ikle seg en hijab på skolen, velger mange å tro at hun er undertrykt.

Her spurte Hudoor jenta om noen tvang henne til å bruke hijab.

Selvsikkert svarte hun nei.

Ja, men da kan du forklare det.

En munter latter bredde seg blant publikum.

Jenta prøvde å utdype spørsmålet sitt ved å spørre om hvordan vi kan formidle det faktumet om at vi ikke er undertrykt i forhold til tildekking.

Hudoor forklarte henne at det er opptil hver enkel jente å formidle dette via sin holdning. Hvis hun selv føler seg undertrykt, vil denne attituden gjennomsyre hennes person. Så lenge hun føler seg selvsikker vil ingen føle behov for å prakke seg over hennes tilstand. Derfor må dere vise ekstra glede når dere bruker hijab.

Hva kan en utdannet arkitekt gjøre for å hjelpe menigheten?

Vi trenger arkitekter. Dere har bygget en flott moske, men minareten er mangelfull, ettersom den virker usammenhengende i forhold til resten av moskebygget. Så hvis du har en sans for estetikk, noe jenter har mer av sammenlignet med gutter, er det fordelaktig for menigheten at du velger dette yrket.

Mange Ahmadi kvinner engasjerer seg i artikkelskriving i ulike magasiner og aviser. Hvilke emner vil De foreslå at kvinnene burde prioritere?

Dere kan alltid finne noen aktuelle problemstillinger knyttet til islam. På den måten kan dere svare motstanderne til islam som til enhver tid prøver å sette vår lære og vår Profet[saw] i et dårlig lys. Derfor er det viktig at vi belyser omverdenen om sannheten. Men det krever at dere studerer den hellige Koranen for å tilegne dere den tilstrekkelige kunnskapen som dere må besitte. For eksempel hvis man skal prøve å rettferdiggjøre den sanne Jihad, må man vite betingelsene for å utføre den, samt hvordan emnet blir omtalt i den hellige Koranen. På samme måte er det også nødvendig med kunnskap om andre religioner, slik at dere kan sammenligne. Omtrent nitti vers i den hellige Koranen nevner Jihad som et konsept, mens i Bibelen finner vi rundt hundre og femti vers som formaner de kristne til å løfte sverdet mot fienden.

Hvis en Ahmadi jente ønsker å studere jus, hvordan kan hun som advokat være til nytte for menigheten?

Først spurte Huzoor om spørsmålsstilleren var en del av Waqf-e-Nau ordningen. Etter at hun svarte nei, sa han at hvis hun ønsket å studere jus burde det være knyttet til menneskerettigheter eller familieaffærer slik at hun kan hjelpe andre kvinner som opplever vold i hjemmet og urettferdig behandling fra ektemannens side. Disse alternativene burde prioriteres overfor strafferett.

Vi vil gjerne organisere studentforeninger i diverse universiteter, noe som blant annet fører til samspill med Khuddam. Hvordan vil du foreslå at vi handler i forhold til purdah – tildekking?

Purdah – tildekking – er absolutt i alle situasjoner uavhengig av hvilke omgivelser du befinner deg i utenfor hjemmet. Når dere studerer ved universitetet er det likegyldig om en gutt er Ahmadi eller ei, og dere kan derfor kommunisere med ham så lenge det er relatert til utdanning, men selvfølgelig er det ikke akseptabelt at dere innleder et vennskapelig forhold eller avholder møter i kantinen. Hva angår studier kan dere spørre han om hjelp og eventuelle forklaringer på problemstillinger og vice versa. Medelever skal være medelever, derfor burde man ikke innlede et forhold som kan utvikle seg utover det vennskapelige.

Den utlovede Messias[as] sa: Han (Mufti Sadiq) er en respektabel, from og et inteligent ungt medlem av menigheten og jeg har ikke ord som beskriver hans kvaliteter.
En annen historie forteller om da Mufti sahib ble syk i 1904. Hans mor gikk da til den utlovede Messias[as] med ønske om bønn. Da svarte den utloved Messias[as] at: 'Jeg ber alltid for ham. Du tror at Sadiq er din sønn og veldig nær deg, men jeg kan si med sikkerhet at han er meg mer kjær enn han er deg.' MashAllah.

Måtte Allah gjøre oss i stand til å hjelpe oss og følge i slike gode og fromme menneskers fotspor . Amin

Utdrag fra boka: Fountains of life av Bashir Ahmad Hayat

Studentmøte med Hazrat Mirza Masroor Ahmad[aba]

06.05.2013, Lajna Imaillah Los Angeles

Andleeb Anwar

Under fjorårets besøk til de forente stater besøkte Deres Høyhet, Khalifatul Masih V[aba], «englenes by» med den hensikt om blant annet å møte den lokale Ahmadiyya Muslim Menigheten. Møtet ble innledet med resitasjon av Den hellige Koranen, sura Al-Hashr, vers 23 til 25, etterfulgt av en kort introduksjon om den tilstedeværende gruppen av unge jenter. Introdusøren la vekt på kvinnenes engasjement innenfor høyere utdanning. Videre ble det holdt en del presentasjon om diverse fordypningsemner innenfor folkehelsen, menneskerettigheter, oljeutvinning og medisin. Ved slutten av møtet fikk jentene muligheten til å stille spørsmål. De fleste spørsmålene var relatert til utdanning og yrkesvalg.

Noen av de spørsmålene som ble stilt og svar gitt av Hudoor er beskrevet nedenfor:

<u>Hazrat Mufti Muhammad Sadiq</u>

<u>*(1872-1957)*</u>

Mona Karim

Hadrat Mufti Muhammad Sadiq^{ra} ble født i Bhera, daværende India i 1872 og han stammer fra Hazrat Uthman Bin Affan^{ra}, den tredje kalifen til Profeten Muhammad^{saw}.

Mufti Sahib fikk sin Koranopplæring av Hadhrat Hakim Maulawi Nur-ud-din (Khalifatul Masih I^{ra}) i en alder av 14 år. Han fikk også undervisning i engelsk, arabisk og persisk. Mufti sahib lærte også hebraisk under ”supervision” av den utlovede Messias^{as}.

I 1891 ble han ahmadi og i 1901 emigrerte han til Qadian.

Mufti sahib var en av de fremste hjelperne til den utlovede Messias^{as}. Han pleide å se etter all posten hans. Og han var også forlegger (editor) for den ukentlige avisen Badr for en lang periode. Han hjalp også til med publikasjonen av ”Sadiq”, et ukentlig tidskrift med artikler om Kristendommen. Mufti Sahib var også rektor på Talimul Islam skolen, Qadian. I tillegg jobbet han også som privat sekretæren til Hadrat Khalifatul Masih II^{ra} og ansvarlig overordnet direktør for utenlandske saker. Han var en av de tidligere misjonærer til England og den første misjonæren til USA.

Hadrat Mufti Sahib brukte mye tid på tabligh og han hadde sin særegne stil. Det var en gang han spaserte med sin venn i Bombay at de kom over en brevskriver. Vennen ba Mufti sahib om å fortelle ham om Ahmadiyya menighet (gjøre tabligh). Da satte Mufti sahib seg ved siden av brevskriveren og ba ham om å skrive et brev til styret av ”Hyderabad Deccan”. Han skrev:

”Ifølge profetien til den Hellige Profeten^{saw} vil den utlovede Messias komme for å samle alle muslimer under fanen til Profeten Muhammad^{saw}. Denne Messias har kommet i Qadian og jeg inviterer deg (styret) til å akseptere hans budskap.” Brevet ble da postet til styret. Deretter fortalte ham brevskriveren også om menigheten.

Den utlovede Messias^{as} hadde enorm kjærlighet til Hazrat Mufti Muhammad Sadiq^{ra}.

Hudoor[ra] utleverte poster til Khuddam slik at de kunne forebygge disse kidnappingene og skjenke kvinner og barn den sikkerheten de trengte.

- I samsvar med profetien til den utlovede Messias[as] utbrøt det et kraftig jordskjelv i India i 1934. Landet måtte lide store skader av infrastruktur og tap av menneskelige liv. Alle medlemmer av menigheten ble oppfordret til å hjelpe under disse elendige omstendighetene.

- Under fredagstalen den 11. september 1942 annonserte Hudoor[ra] nødvendigheten med å gjenbygge hjemmene til de fattige på grunn av nådeløs regn den høsten. Menigheten ble oppfordret til å delta med arbeidskraft, penger og kunnskap innenfor feltet.

- Under emigrasjonen til Pakistan i 1947 sørget kalifen med blant annet tepper og andre nødvendigheter for alle emigrantene.

Denne listen over hans tjenester kunne gjerne ha vært enda lengre. Men dette var kun for å illustrere kort hvordan han iverksatte metoder for å fremme tjenesteånden i menigheten, hvordan han selv fulgte eksemplene til den hellige Profeten[saw] og hva som kreves av tilhengerne til den utlovede Messias[as]. Måtte Allah mangfoldiggjøre hans gjerninger, og måtte Allah gjøre oss i stand til å trå på hans fotspor i denne henseende. *Amin*.

Svar på gåter:

1.På tunga!
2.Halveis. Så er man på vei ut igjen!
3.Fordi bordet kan ikke komme til deg!

som et middel for å fremme fysisk arbeid hos menighetens ungdom. Han ønsket at de skulle videreføre tradisjonene til den hellige Profeten[saw] og den utlovede Messias[as], og på den måten befri seg selv fra alle tanker om arroganse og stolthet.

I et av sine taler sa den andre kalifen: *«Hvis dere ønsker å bli verdsatt som mennesker, må dere ofre deres forfengelige lyster, dere må rense deres sinn, dere må ofre deres rikdom, dere må hjelpe den trengende. Den som hjelper andre er høyest av rang. Hvis en europeisk prinsesse velger å utføre veldedige besøk til diverse sykehus, og søker pasientenes velbefinnende, oppnår hun aktelse. Dere er tilhengere av menigheten til den utlovede Messias[as], en mann som så på seg selv som tjenere av religionen. Bruk tiden deres på å tjene andre, slik at dere også kan oppnå suksess i denne verden og i den foregående.»*

Hudoor[ra] tok også opp problematikken knyttet til samtidens økende nonchalanse overfor de syke og hjemmeværende. Det var tydelig for han at folk så gjennom fingrene på det som ikke var innenfor deres komfortsoner. Dette stred med læren til den hellige Profeten Muhammed[saw] som besøkte selv kvinnen som daglig pleide kaste søppel på han. Derfor startet vår kjære Kalif et program blant menigheten, der de med god samvittighet kunne besøke sine bekjente, og slik at ingen skulle bli neglisjert.

Hans lære og innsats har etterlatt seg eksempler, formaninger og ordninger som kan vekke tjenerlysten i enhver Ahmadi muslim. I tillegg til ordningen til Khuddam-ul-Ahmadiyya iverksatte han også en del midlertidige fonder og organisasjoner for å sette et eksempel for medmenneskelighet i menigheten. Gjennom disse ga han hele menigheten en mulighet til å tjenestegjøre menneskeheten.

- I 1918 etter at først verdenskrig hadde herjet i hele Europa hadde skyttergravene ledet til utspredelsen av utallige epidemier, hvorav enkelte influensaer nådde helt frem til subkontinentet, India. Hudoor[ra] formante menigheten til å hjelpe alle under denne skjøre ettervirkningen. Både Ahmadi muslimer og ikke-muslimer bar vitnesbyrd om menighetens uselviske arbeid utført i medmenneskelighetens navn.

- I 1927 startet en hindu organisasjon å kidnappe enslige kvinner og barn som ferdet alene på togstasjoner, for å tvangskonvertere dem til deres religion.

Khidmat-e-Khalq
En tjeneste for menneskeheten

Andleeb Anwar

Guds sendebud har lenge hatt en tradisjon om å lære menneskeheten om kjærlighet og sympati. Samfunnsrelaterte forhold har omhandlet ivaretakelse av andres behov gjennom trøst, støtte og almisse. Islam er ingen unntak i denne henseende der den lærer om å opprettholde rettighetene til de svake i samfunnet, nemlig slaver, foreldreløse, fattige, tilbakestående, enslige kvinner og andre trengende. I samtiden finner vi etterfølgeren til den hellige Profeten Muhammed[saw] som et eksempel på hans væremåte og natur. Den utlovde Messias[as] har deretter videreført denne skikken til sine Kalifer. Den andre Kalifen, Hazrat Mirza Bashir-ud-Din Mahmood Ahmed[ra], ønsket å innføre en ånd av sympati hos sine medlemmer. Han ville at de skulle være tjenere for menneskeheten.

I løpet av sitt femtitoårige Kalifat ga han uttrykk for sine bekymringer angående den økende tendensen av ansvarsfraskrivelse blant muslimer. Han ville at Ahmadi muslimer skulle reetablere den gjensidige sympatien som var å finne i Arabia under den muslimske gullalder. For han var det viktig å understreke at en menighet etablert av Allah selv, var en velsignelse for verden, for deres oppdrag gikk ut på å tjene enhver trengende. Vår oppgave er å skåne Guds skaperverk mot våre hender og tunger, og tjene det med alle våre fasiliteter.

Hazrat Musleh Maud[ra] sa at vi må skape en forståelse over at alt vi har blitt skjenket, måtte det være rikdom og velferd, eller styrke og intelligens, er midler som skal brukes for å tjene menneskeheten. Den som har utdannelse og intellekt skal lære den bort til andre. Den som har rikelig med penger skal hjelpe de fattige. Den som har helse og styrke skal hjelpe den svake. I 1932 etablerte den andre Kalifen en organisasjon for unge menn ved navn Khuddam-ul-Ahmadiyya

renvansket de tidligere profeter for anklagelser som ble rettet mot dem og bekreftet de tidligere profeters sannhet. En muslim er pålagt å tro på alle de tidligere profeter og ikke gjøre noen forskjell mellom dem.

For det andre gavnet Profeten Muhammad[saw] også fremtidens eventuelle profeter. At han er khatam un nabiyyin betyr som sagt flere ganger tidligere at det ikke kan komme noen profet i fremtiden uten at han følger i Profeten Muhammads[saw] fotspor. I en hadith sier Profeten at de lærde i hans umma er likestilt med profetene i den jødiske umma. Altså kan et vanlig mennesket ved å oppriktig følge Profeten Muhammad oppnå det åndelige nivået til en profet. Han kan oppnå den samme nærhet til Gud som en profet og høre og tale med Gud slik man vet at profeter har gjort. Dette er det ultimate beviset på hvilken høy status han har som profet og hvilken styrke lyset av hans profetdømmet innehar.

Og det er nettopp det vi i Ahmadiyya menigheten proklamerer. Den Utlovede Messias[as] sine skrifter er også fylt med nettopp dette. Profeten Muhammad, Allahs velsignelse og fred være med ham er khatam un nabiyyin. Han er den siste lovbringende profeten. Og hans profetdømmet er det største og mest fullkomne av alle profetdømmer.

Hva de sa om Muhammad[saw]…

George Bernard Shaw

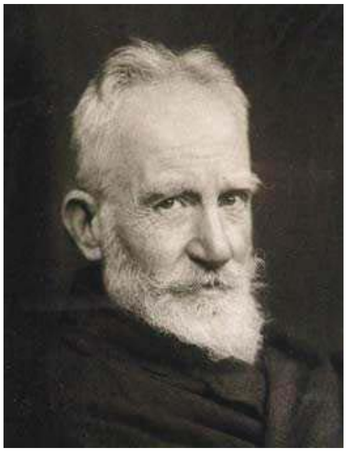

Jeg har alltid holdt Muhammad sin religion i høy akt på grunn av sin fantastiske vitalitet. Det er den eneste religionen som synes for meg å eie kapasitet til å assimilere den skiftende fasen av eksistensen, noe som kan appellere til alle aldersgrupper. Jeg har studert ham – en vidunderlig mann. Etter min mening burde han bli kalt Frelseren av menneskeheten, og ikke anti-kristus…

…Hvis noen religion hadde sjansen til å styre over England, eller Europa for den saks skyld, i løpet av de neste hundre årene, kan det være Islam

Fra boken "The Genuine Islam", bind 1.

Et annet sted sier Profeten Muhammad[saw] henvendt til Hadhrat Ali, som var den fjerde kalifen etter Profeten, at jeg er den siste profeten, mens du er khatam ul aulia, som kan oversettes det siste frommet eller rettferdige mennesket. Og også her ser vi samme som ved forrige eksempel. Det kan her umulig bety at det etter Hadhrat Ali aldri vil komme fromme eller rettferdige mennesker.

Det var en gang en mann som gikk rundt og sa at Profeten Muhammad[saw] er khatam un nabiyyn og det vil ikke komme noen profet etter ham. Hadhrat Aisha, måtte Allah være tilfreds med henne som var hustruen til Profeten hørte dette og sa, si at Profeten Muhammad er khtam un nabiyyin, men ikke si at det ikke vil komme noen profet etter ham. Her ser vi at også Profetens egen hustru tolker begeret khatam un nabiyyin til å ikke bety at det ikke vil komme profeter etter Profeten Muhammad[saw].

Alle disse og mange flere hadith av Profeten Muhammad[saw] og uttalelser av tidligere store muslimske lærde støtter opp om at khatam un nabiyyin ikke innebærer at Profeten Muhammad[saw] er den siste profeten i tid. Det kan komme profeter etter ham og faktisk så bruker Profeten selv ordet profet om reformatoren som vil komme i den siste tiden som Messias.

Så når Ahmadiyya muslimer idag mener at denne reformatoren har kommet, nemlig Mirza Ghulam Ahmed som grunnla vår menighet, så er dette helt i tråd med Koranen og Profeten Muhammads[saw] hadith. Den utlovede Messias[as] og vår menighet proklamerer ingen ny religion, men følger kun KOranen slik vi har lært av Profeten Muhammad[saw].

Jeg skal avslutte med å gå tilbake til den andre betydningen av ordet khatam un nabiyyin nemlig den som er det beste og mest fullkomne, en som har nådd et høydepunkt i noe. Profetdømmet er i islam karakterisert som en stor nåde gitt mennesket av Gud. Det er Guds profeter som kommer med retteledningen fra Gud og lærer mennesket å oppnå et høyere åndelig nivå og knytte sterkere bånd til Gud. Det er gjennom profeter at vi lærer om Gud og hans kjærlighet til mennesket. Det er gjennom profeter at vi lærer å se og høre Gud.

Det er derfor helt urimelig å hevde at det ved Profeten Muhammads[saw] komme, er slutt på Guds nåde til verden. At Gud ikke lenger vil sende noen profeter til menneskeheten. At det eneste vi så av Gud og hans åpenbaringer ligger flere hundre år tilbake i tid og at vi i dag må ta til takke med gamle historier om Gud i gamle bøker.

Khatam un nabiyyin betyr heller at Profeten Muhammads[saw] profetdømmet er det mest fullkomne av alle de tidligere. Han har samlet i seg alle de tidligere profeters lære og fullkommengjort disse. Lyset av hans fullkomne profetdømmet har for det første gavnet de tidligere profeter. Profeten Muhammad[saw] har nemlig

absolutt beste. Og det er nettopp slik vi i Ahmadiyya menigheten tolker berepet- vi mener at Profeten Muhammad, Allahs velsignelse og fred være med ham og hans lære er den absolutt fullkomne og at det i fremtiden kun vil komme profeter som følger i hans fotspor.

Betydningen som brukes av andre muslimer går ut på at khatam betyr den siste i tid. Altså at profeters komme er avsluttet for all fremtid. Men denne betydningen strider med flere hadith, utsagn av Profeten Muhammad[saw] hvor han har brukt ordet khatam. Jeg skal legge frem noen av disse. Dette er alle hadith som er velkjente for alle muslimer og stammer fra anerkjente hadithsamlinger.

Da Profeten Muhamamds[saw] sønn, Ibrahim døde, uttalte Profeten at dersom han hadde forblitt i live, hadde han blitt en profet. Denne hendelsen tok sted 4 år etter at verset i Koranen som erklærer Profeten Muhammad[saw] som khatam un nabiyyin ble åpenbart. Koranen ble åpenbart Profeten Muhamamd[saw] og ingen kan hevde at de forstår Koranen og kan tolke den bedre enn Profeten Muhammad[saw] selv. Det vil være et stort hån av Profeten. Så når Profeten Muhammad[saw] selv, 4 år etter åpenbaringen av dette verset, sier at dersom Ibrahim hadde overlevd hadde han blitt en profet, vil dette si at Profeten selv ikke anså komme av fremtidige profeter for avsluttet. Det eneste som hindret Ibrahim fra å bli en profet, etter Profeten Muhammads eget utsagn, var at han døde, ikke at Profeten Muhammad[saw] var khatam un nabiyyin-profetenes segl. Hvordan kan da dagens muslimske lærde mene noe annet eller komme med tolkninger som strider med Profetens?

I en annen hadith sier Profeten Muhammad[saw] at han er den siste profeten og hans moske er den siste moskeen. Hvis vi velger våre motstanders tolkning vil dette bety at det ikke vil bli bygget flere moskeer etter profetens moske i Medina, noe vi helt klart ser ikke stemmer med virkeligheten. Det er bygget flere tusen moskeer siden den tid. Men i forhold til vår tolkning av begrepet khatam innebærer dette at det ikke vil bli stiftet et nytt gudshus med andre ord ingen ny religion vil bli stiftet etter islam.

Videre sier Profeten Muhammad[saw] til sin onkel Abbas at du er den siste flyktningen, akkurat slik som jeg er den siste profeten. Hvis vi også her tar i bruk våre motstanders tolkning av ordet khatam, vil dette bety at det ikke vil være noen flyktninger etter Hadrat Abbas, noe vi helt klart vet ikke stemmer. Det Profeten her mener er at Abbas sin flukt var den beste eller den største av alle flukter og at han i den forstand er khatam av alle flyktninger. Og legg merke til at Profeten her sier at slik som ”jeg er den siste profet” er du den siste flyktning. Altså vil Profeten Muhammad[saw] at ordet khatam her skal tolkes likt i både hans og Hadhrat Abbas sitt tilfelle. På samme måte som Abbas ikke er den siste flyktningen i tid er heller ikke Profeten Muhammad[saw] den siste profeten.

hustruene som har videreført flest Hadith, slik at Profetens^saw utsagn har kommet til den muslimske verdens kunnskap. De fleste av hustruene spilte også en viktig rolle under den første og andre kalifen og jobbet blant annet med utdanning. Alle hustruene har skildret forskjellige sider ved Profetens liv på forskjellige måter. Slik har muslimene i dag fått et veldig vidt bilde av Profetens^saw lære, både om ekteskapelige forhold og religiøse spørsmål. Profetens^saw praksis i huset, og hans lære om hvordan man bør være mot sin kone og barn får vi høre om bare gjennom hustruene til Profeten^saw. Hadde det ikke vært for hustruene hadde den muslinske verden gått glipp av en vitkig del av den islamske læren.

Khatam un nabiyyiin - Profetenes segl

Asma Javaid

Jeg skal idag snakke om emnet khatam un nabiyyin som oversettes med profetenes segl. Emnet er viktig fordi det utgjør et av de grunnleggende forskjellene mellom Ahmadiyya og andre muslimer. Begrepet khatam un nabiyyin henviser til Profeten Muhammad, Allahs velsignelse og fred være med ham og betyr profetenes segl. Altså at Profeten Muhammad^saw er alle de tidligere profeters segl. Forskjellen mellom oss i Ahmadiyya menigheten og andre muslimer går ut på hvordan man tolker dette begrepet. Hva betyr det at Profeten Muhammad er khatam un nabiyyin?

Ahmadiyya muslimer: Profeten Muhammad, Allahs velsignelse og fred være med ham er den siste lovgivelde profeten, med vekt på ordet siste lovgivende. Det kan komme profeter etter ham, men de må følge hans lære. Ingen ny bok/religion kan komme.

Andre muslimer: Profeten Muhammad^saw er den siste profeten. Det vil ikke komme noen profet etter ham.

Det er viktig for oss å få klarlagt hva begrepet khatam un nabiyyin innebærer fordi når vi sier at vi tror på Mirza Ghulam Ahmed som den utlovede messias, brukes dette som et argument av andre muslimer for å kalle oss ikke-muslimer. De mener at Ahmadiyya muslimer ved å tro på en messias etter Profeten Muhammad^saw fornekter Profetens storhet. Vi mener derimot at khatam un nabiyyin betyr at Profeten Muhammads profetdømmet er den siste i den forstand at det etter ham ikke vil komme en ny lære.

Ordet khatam oversettes bokstavelig med segl. Videre betyr ordet et stempel, det beste og mest fullkomne i noe, noen som har nådd et høydepunkt og er det

Profetens[saw] ekteskap

Amna Javaid

I en tid hvor media både kritiserer islam og vår kjære Profet[saw] er det viktig å kunne argumentere. Profeten[saw] blir ofte kritisert på grunn av antallet på hustruene sine, men det er så klart en solid og logisk forklaring bak det hele.

Profeten Muhammad[saw] hadde til sammen 12 hustruer, blant annet Hadhrat Khadija[ra], Hadhrat Ayesha[ra], Hadhrat Saudah[ra].

I en tid hvor arabere så ned på alle andre nasjoner, giftet Profeten[saw] seg med kvinner fra forskjellige nasjoner, religioner og folk og disse ekteskapene fremmet på denne måten fred mellom forskjellige grupperinger. Her bør det også undersrekes at Profeten[saw] ikke giftet og hadde så mange hustruer for å slukke eventuelle lyster eller begjær, men handlet kun slik Gud ønsket. Dessuten er slike lyster på sitt høyeste når man er ung. Og hva gjorde Profeten[saw] da han var ung? Jo, i en alder av 25 år giftet han seg med en 15 år eldre kvinne som hadde vært gift to ganger tidligere. Og han gifter seg ikke flere ganger så lenge denne hustruen er i live, altså til han fyller 50 år Det til tross for at han ble tilbudt rikdom og vakre kvinner av mekkanerne mot at han sluttet å forkynne Islam. Til disse tilbudene svate Den Hellige Profeten[saw]: ”Selv om dere setter månen på min høyre hånd, og solen på min venstre vil jeg ikke slutte å fullføre det Gud har pålagt meg”.

Altså hadde han ingen ønske om å gifte seg , men gjorde det etter Guds ønske for å oppfylle Guds hensikter. F. eks giftet han seg med enker som på den tid ble sett ned på i samfunnet og som stod helt alene. Ved at Profeten Muhammad[saw] giftet seg med dem fikk de ære og repekt og støtte i livet. En annen hensikt var å rette oppmerksomheten mot de foreldreløse i samfunnet. De ble som regel forlatt alene, uten noen omsorg eller støtte. Profeten[saw] giftet seg med Umme Salma[ra] som var enke.

Et tredje mål var å gjøre slutt på negative skiller som var etablert i samfunnet. I Arabia på den tiden kunne man følge tradisjonen og ikke gifte seg med sine adoptivsønners hustruer etter at de var skilt. Når Den Hellige Profeten[saw] giftet seg med Zainab[ra] avskaffet han denne tradisjonen, og slo fast at adoptivsønner ikke er deres biologiske sønner , og at man derfor kan gifte seg med deres hustruer etter at de er skilt. Profeten[saw] giftet seg som sagt tidligere, med henne etter en åpenbaring fra Gud som man finner i Koranen kap. 33 vers 38.

Gjennom alle disse ekteskapene fikk vi også svar på problemstillinger som har å gjøre med forholdet mellom hustru og ektemann. Hadrat Ayesha[ra] er den blant

forteller om tortur, seksuelt trakassering og religiøs forfølgelse. La oss sammenligne dagens behandling av krigsfangere med den i Islamske perioden.
I følge Abu Dawud sa den hellige Profeten[saw]: ”Når krigsfangere blir fanget bør de som er nærslektede holdes sammen” slik at de ikke blir bedrøvet fra sine kjære. Han oppfordret muslimene til å ta vare på fangene mer enn dem selv (Tirmidhi).
I stammesystemet ble fangene ofte frigjort ved motbetaling/erstatning eller ved å gjøre dem slaver. Den eneste erstatningen som ble hevdet av krigsfangene ved flere anledninger var å lære analfabete mulsimer å lese og skrive. Den hellige Profeten[saw] pleide å si til muslimene at dersom noen av krigsfangene ble mishandlet skulle de frigjøres uten erstatning. Muslimene var pliktige til å kle og mate fangene som tilsvarte deres egen levestandard.

Den hellige Profeten[saw] lagde disse regler for å etablere fred i verden for 1400 år siden. Geneve-konvensjonen anerkjente behov for regler for krig og krigsfanger så sent som i 1949. Denne konvensjonen vurderte da flere av de islamske reglene. Men disse reglene er ennå ikke fulgt slik de skal. Soldater fra USA- sammen med soldater fra flere andre nasjoner- har flere ganger brutt disse reglene.

I de senere årene har noen muslimer prøvd å hengi seg til sin fordunkle versjonen av Jihad. De hevder at de gjengjelder de urettferdighetene de amerikanske krefter har gjort mot den muslimske verden. Ved å gjøre dette bryter de imidlertid alle regler satt av den hellige Profeten[saw]. Nær 3000 sivile, inkludert barn og kvinner, mistet deres liv under angrepene den 11. september 2011. 43000 flere mennesker har mistet deres liv siden 9/11 i Pakistan. I Allahs navn har de angrepet alle den hellige Porfeten[saw] forbød drapet på og rettere sagt beskyttet.

Disse er da få eksempler av rettferdighet og fred som ble vist frem av Profeten Muhammad[saw] til hele verden. Hans eksempel er uovertruffen i verdens historie. Dersom verden vedtar hans regler for fred og rettferdighet, vil freden snart inntreffe…!

Kilder:
Life Of Muhammad[saw] av Hadrat Mirza Bashir-du-din Mahmud Ahmad[ra]
Muhammad – Profetens segl av Sir Muhammad Zafraullah Khan
Review og religions – flere utgaver
The muslim sunrise – utgave fra 2012

muslimer å vansire døde kropper i det store og hele.” (Muslim). Ved en annen anledning sa Han[saw] at ”Ingen deformasjon av ansiktet er å være tillatt.”

Forbud mot å drepe kvinner og barn:

Den hellige Profeten[saw] forvandlet selve ideen av krigføring fra brutalitet til barmhjertighet. Når en hær legger ut på en kamp er det bare en ting som er viktig; ødelegge fienden. Da vises det aldri hensyn til kvinner, barn og de eldre. Flere vers i Bibel påbyr drap på kvinner og barn ved slike tilfeller. For eksempel i Ezekiel 9:5-6 står det: ”Og til de andre hørte jeg ham si: Gå etter ham ut gjennom byen og slå ned! Vis ikke skånsel og spar ingen! Gamle folk, unge menn og jomfruer, spedbarn og kvinner skal I hugge ned for fote. Men dere må ikke røre noen av dem som er merket. Dere skal begynne fra min helligdom. Og de begynte med gamle menn som stod foran huset.”
Det er et faktum at kvinner og barn lider mest under kriger. I følge rapporter fra Irak krigen døde ca 100,000 sivile; og 46% av de var barn under 15 år. Den hellige Profeten[saw] anerkjente disse grusomhetene og forbød drap av kvinner, barn, eldre og de svake. (Muslim)

Menneskerettigheter må følges

Den hellige Profeten[saw] sa: ”Når muslimer trer inn i fiendens område skal de ikke spre frykt i den generelle befolkningen. Det bør ikke tillates noen form for dårlig behandling av det vanlige folket.” (Muslim). Likedan, selv under krigen anerkjente han behovene til den sivile befolkningen. Han erklærte: ”Muslimsk hær bør ikke slå leir på et sted der det kan føre til problemer for den vanlige befolkningen. Ved marsjering foran bør det tas hensyn og ikke blokkere hele veien. I tillegg skal det ikke være årsaken til noen form for ubehag for de gående.” Dette forsikrer ikke bare fred og rettferdighet under krig men demonstrerer også Profetens[saw] dype omsorg for folk flest til tross for faktumet at de er en del av fiendene.

Verdighet av religiøse figurer og utenlandske ambassadører

Den hellige Profeten[saw] æret prester og andre religiøse ledere. Derfor kommanderte han muslimer til å ikke forstyrre prester og andre religiøse ledere. Samtidig sa han at ambassadører og delegater fra andre land bør respekteres selv om de noen ganger kan være uhøflige. Dette fremmer fred i verden.

Retttgheter til krigsfangere

Krigsfangere blir vanligvis behandlet barskt av den seirende hæren. De blir torturert både mentalt og fysisk og blir holdt adskilt fra deres familier. Ingen kan glemme de grusomme historier om fangene fra kriger i Afghanistan og Irak som

Fred: det endelige mål for krig:

Det er rapport i Abu Dawud at den hellige Profeten[saw] sa: ”Muligheten for fred bør alltid holdes i sikte”. For eksempel under Grøftens krig (Ghazwa-e-khandaq) gjorde Profeten[saw] det klart at krigen skulle uten tvil ende ved fred eller overgivelse.

Her er det verdt å nevne den kjente lærden Margolis' mening om Grøftens krig. Han skriver:

"The Great Invasion (Battle of Ditch) which Mohammed declared had been miraculously frustrated, was due to, or believed to be due, to the propaganda of members of Banu-Nazir, whom the Prophet had punished with banishment only. Should he banish the Qureza, he would thereby be setting free a fresh set of propagandists. On the other hand, those who had taken part openly with the invaders of Medina could not very well be permitted to remain there. To banish them was unsafe; to permit them to remain was yet more dangerous. Hence, they must die."

Det er spesielt merkbart at han ikke hadde noen intensjon om å utrydde mennesker eller skade deres eiendeler. I stedet var meningen bare å etablere fred og ytringsfrihet.

Forbud mot forræderi:

For å unngå bedrag og lureri, forbød den hellige Profeten[saw] å ty til forræderi. Da han først inngikk en pakt eller løfte om fred med noen brøt han det aldri. Han pleide å si: ”Å muslimer, Gjør alt i Allahs navn og kjemp alltid for Hans sak. Men vær forsiktig! Ikke vær uærlig mot noen. Ikke juks og hold deres løfter og avtaler gjort med deres fiender."

Forbud mot lemlestelse av lik:

Lemlestelse av døde kropper har vært den fremste krigsforbrytelse i alle tider. Knapt noen krig har endt uten hauger av vansiret menneskelige kroppsdeler. Under andre verdenskrig vansiret det amerikanske militæret stolt de japanske likene og brukte dem som krigstrofe eller suvenir. En amerikansk kongressmann sendte en avkuttet arm til en japansk soldat som en gave til president Frank Roosevelt. Heldigvis sendte Roosevelt den tilbake og kommanderte for skikkelig begravlese. Så sent som i 1942 ble lemlestelse av kroppsdeler forbudt i USA.
Til tross for at Profeten[saw] sin kjære onkel Hamzas kropp ble lemlestet i Uhad krigen, forbød den han[saw] vansiring av kropper. Han sa ”Det er forbudt for

overfor medlemmene av Hilf-ul-Fudul. Personen hadde lånt noen penger til Abu Jahl som nektet å betale tilbake. Vel vitende om at Abu Jahl var Profeten Muhammeds trofast motstander, foreslo noen unge menn at Muhammadsaw skulle ta denne saken siden han også var medlem av forbundet. De forventet at Profetensaw enten ville nekte å ta saken av frykt for Abu Jahl, eller ville bli ydmyket under prosessen.

Da mannen ba profeten Muhammadsaw om hjelp, gikk Prophetensaw til Abu Jahl uten å nøle og krevde den skyldte gjelden. Enten det var hanssaw storhet eller kraften av rettferdighet, betalte Abu Jahl tilbake pengene på et øyeblikk (Hisham). Hilf-ul-Fudul var kimen til fred og rettferdighet i det arabiske samfunnet som senere blomstret i form av Islams advent.

Menneskehetens historie er blodig med lange og brutale kriger. Hvert århundre lister dusinvis av kriger som drepte eller lemlestet millioner. Hver krig innførte grusomheter: kvinner voldtatt, barn utsatt for overgrep, gamle menn og kvinner torturert, vegetasjon nedbrent, og husene jevnet. I hovedsak ble ordtak: "alt er rettferdig i krig og kjærlighet" fulgt som en religiøs lære. Konseptet ”regler for krig” var uhørt. Noen regler om krig kan finnes i Det gamle testamente, som for eksempel: Når du holder en by kringsatt i lang tid og strider mot den for å innta den, så skal du ikke ødelegge dens trær ved å skadehugge dem med øksen; du kan ete av dem, men du skal ikke hugge dem ned; trærne på marken er da ikke mennesker, så du skulle stride mot dem og? Men trær som du vet ikke bærer spiselig frukt, dem kan du ødelegge og hugge ned og bruke til å bygge bolverk mot den by som fører krig mot deg, inntil den faller. (5. Mosebok 20:19-20)

Islamsk påbud angående krigføring

Den første regelen i Koranen er at bare defensive kriger er tillatt (2:191). For det andre, formaner Koranen de troende mot overtredelse og erkjenner at forfølgelse er verre enn å drepe, dvs. kommanderer de troende til å avstå fra å forfølge fienden i enhver tilstand (2:192). Som tredje punkt påbyr Koranen å slutte å slåss om fienden avstår (2:193). Til slutt, forsikrer Koranen at de troende slåss for Allahs sak og føres til å stoppe forfølgelse og for religionsfrihet. Når religionsfrihet er oppnådd og fienden avstår fra videre kamper, har ikke de troende lov til krige mer (2:194). Tilsvarende understreker Koranen i vers; 4:95, 22:40 - 42, 8:39-41, og 8:62-63, krigens regler som tar sikte på å etablere rettferdighet og fred.

Profeten Muhammadsaw kjempet hver eneste kamp basert på disse engasjementsregler. Uten unntak, kjempet han bare defensive kriger. I tillegg til de Koranske regler for krig, la profeten Muhammadsaw ned følgende forpliktelser for alle muslimer:

Etablering av fred og rettferdighet i samfunnet

Mehrin Hayat

Rettferdighet og fred går hånd i hånd, og den ene kan ikke oppnås uten den andre. Rettferdighet som ikke leder til fred kan ikke kalles rettferdighet i det hele tatt. Den hellige Profetensaw kjempet i hele sitt liv for etablering av fred og så aldri bort i fra rettferdighet. Hans personlige ønsker, familie forhold, frykt for motstandere og økonomisk tap motvirket aldri avgjørelser han måtte ta og baserte seg alltid på absolutt rettferdighet. Samfunnet som ble følgelig etablert var et modell samfunn i Medina, bygget på pilarer av fred og rettferdighet for generasjoner å følge.

Før Islam led det arabiske samfunnet av anarki, urettferdighet og barbarisme. Det var umulig for en økonomisk eller fysisk svak person å hevde sine rettigheter. Å være en kvinne var å være det ringeste mennesket i samfunnet. Drap og plyndring ble ansett som gøyale bragder. Dog var det noen snille folk også i det samfunnet slik det pleier å være i alle. I år 591 e. Kr, da Profet Muhammadsaw bare var 20 år gammel, var det noen slike snille folk som gikk sammen for å etablere et forbund hvis målet var å hjelpe de undertrykte. Dette forbundet ble kalt Hilf-ul-Fudul. Muhammadsaw, som allerede var kjent for sin rettferdighet, meldte seg selv som en ivrig frivillig til å tjenestegjøre i forbundet. Medlemmer av Hilf-ul-Fudul baserte sine avgjørelser på følgende:
Hjelpe dem som var undertrykt og gjenopprette deres rettigheter, så lenge den siste dråpen i vann ble igjen i sjøen. Dersom medlemmene ikke klarte det skulle de kompensere ofre ut av sine egne eiendeler. (Sirat Ibn-e-Hisham av Imam Suhaili)

Mens Hilf-ul-Fudul ble etablert på gode intensjoner, var det aldri i stand til å fullstendig utrydde urettferdighet. De som forpliktet seg til rettferdighet ble langt i undertall av sine motstandere.

Den hellige Profetensaw fikk derimot en mulighet til å sørge for rettferdighet da hans opposisjon var på det høyest. En mann fra utenfor Mekka la fram sin sak

Jeg kaller til vitne Gud den Allmektige som holder mitt liv i Sin hånd, at sammenlignet med alle de andre sjeler har Han utstyrt meg med overveldende større evner og tilgang til forståelse og den dypere innsikt i den Hellige Koranen. Hvis noen av de mullaher (tradisjonelle muslimske lærde) som opponerer mot meg som svar på mine gjentatte invitasjoner hadde forsøkt å overgå meg i fortolkningen av Koranen, ville Gud med sikkerhet ha skuffet hans forsøk og avdekket hans uvitenhet. Den forståelsen av Koranen som er blitt skjenket meg er et tegn fra Allah, den Strålende, og jeg har full tro på Allahs nåde at snart verden vil begynne å se at jeg har rett i disse påstander. (Roohani Khazain bind 2, s. 41: Siraj-ul-Muneer s. 41)

Jeg er ikke alene. Den edle Herre er med meg. Ingen kunne være nærmere meg enn Han. Det er bare med Hans nåde at jeg er blitt skjenket en elskende sjel, alltid villig til å tjene Hans sak ansikt til ansikt med lidelsene, slik at jeg kunne yte enestående tjenester med nidkjærhet og ærlighet for troens sak og føre store (åndelige) oppdrag for Islam til seier. Han har gitt meg i oppdrag å utføre alt dette, og ingen kan hindre meg i å klare det. (Roohani Khazain bind 5, s. 35, Ayena-e-Kamalat-e-Islam s. 35)

Det skulle ha vært tilstrekkelig for en rettskaffen person å se at Gud skjenket slike velsignelser inni meg og utenpå, over mitt legeme og min sjel at jeg ikke kan holde tall på dem. Jeg var ung da jeg gjorde krav på å være mottageren av guddommelige åpenbaringer. Nå er jeg blitt gammel. Mer enn tyve år er gått siden jeg fremsatte min påstand. Mange kjære venner yngre enn meg har gått bort, men Han har gitt meg denne modne, høye alder. Han forble min Rådgiver og Han alene var nok til å hjelpe meg ut av alle vanskelige situasjoner. Si meg, er dette det typiske for dem som uriktig tilskriver Allah noe? (Roohani Khazain 11, s. 50: Anjam-e-Atham)

Den Utlovede Messias' misjon

Mirza Ghulam Ahmad (1835-1908)

I en drøm så jeg at folk lette etter en fornyer. En av dem kom fram og, pekende i retning av meg, erklærte "Dette er mannen som elsker Allahs budbringer." Med dette mente de at den viktigste egenskapen den forutbestemte fornyer måtte ha var kjærligheten til den hellige Profeten[saw] og ifølge dem oppfylte jeg helt sikkert denne betingelse. (Roohani Khazain bind 1, s. 528, under fotnote; Braheen-e-Ahmadiyya)

Verden kan ikke akseptere meg, for jeg tilhører ikke denne verden. Men de som er gitt en viss annenjordiskhet er de som aksepterer og vil akseptere meg. De som forkaster meg, forkaster Han Som har sendt meg, og den som er knyttet til meg er knyttet til Ham som jeg representerer. Jeg bærer en fakkel som vil kaste lys over alle dem som kommer meg nær, men dem som har mistenksomhet og tvil og løper bort vil bli utsatt for mørke. Jeg er den uinntagelige festning for denne tidsalder; den som kommer i min menighet vil være beskyttet mot tyver, ranere og villmarkens udyr. (Roohani Khazain bind 3, s. 34: Fatah Islam s. 34)

Utdrag fra den hellige Koranen

(kap. 68, vers 2-7)

I Allahs navn, den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝٢

2. Nun (blekkhuset), ved pennen og hva de skriver:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝٣

3. (At) du – ved din Herres nåde ikke er besatt.

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝٤

4. Og for deg er det visselig en uendelig belønning,

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝٥

5. Og du bygger visselig på høye moralske egenskaper,

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝٦

6. så du vil snart se, og de vil også se,

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝٧

7. hvem av dere som er den hjemsøkte med vannvidd

I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

Januar/Februar/Mars 2014
Hidjreh år:1435

INNHOLDSFORTEGNELSE:

UTDRAG FRA DEN HELLIGE KORANEN 3

DEN UTLOVEDE MESSIAS' MISJON 4

ETABLERING AV FRED OG RETTFERDIGHET I SAMFUNNET 6

PROFETENS[SAW] EKTESKAP 11

KHATAM UN NABIYYIIN - PROFETENES SEGL 12

KHIDMAT-E-KHALQ 16

HAZRAT MUFTI MUHAMMAD SADIQ 19

STUDENTMØTE MED HAZRAT MIRZA MASROOR AHMAD[ABA] 20

HJERTE OG KARSYKDOMMER 23

BARNESIDEN 24

OPPSKRIFT 25

Nasjonal Amir: Zartasht Munir Ahmad Khan
Leder Ladjna Imaillah: Bushra Khalid
Redaktør urdu del: Mansoora Naseer
Redaktør norsk del: Mehrin Hayat, Zainab komite

Kontaktinformasjon:
Bait-un-Nasr moske, tlf: 22325859 fax: 22437817
Adresse: Søren Bullsvei 1 E-mail: zainab_ishaat@yahoo.com
1001 Oslo

Zainab

Ladjna Imaillah Norge

Årgang 2: januar, februar, mars 2014